بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تجلیاتِ رازی دَوْراں

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا علامہ

قطب الدین غورغشتوی (م ۱۹۵۰) رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

حضرت مولٰنا عبد الحق علوی کان اللہ لہ

ناشر

صاحب زادہ حاجی فضل متین صاحب غورغشتوی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: تجلیاتِ رازی دَوْراں

شیخ العلماء والفقراء جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا

قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: محمد عبد الحق علوی غورغشتوی کان اللہ لہ

کمپوزر: حبیب الرحمٰن صافی

تاریخ اشاعت: 2021

قیمت:

ناشر:

طباعت: نور پرنٹرز محلہ جنگی پشاور

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	
۲	الاان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون	
۳	انتساب	
۴	تقریظ حضرت خواجہ خلیل احمد کُندیاں شریف	
۵	رائے گرامی صاحبزادہ فضل متین صاحب کے قلم سے	
۶	نقش اوّل از مرتب	
۷	تاریخ وادی چھچھ	
۸	علاقہ چھچھ جغرافیہ تاریخ	
۹	تعارف وادی چھچھ	
۱۰	وجہ تسمیّہ	
۱۱	چھچھ کی تاریخی حیثیت	
۱۲	مزید تحقیق / وادی چھچھ کے قدیم حالات	
۱۳	وادی چھچھ میں مسلمانوں کی آمد	
۱۴	وادی چھچھ سکھوں کے عہد میں	
۱۵	گاؤں غور غشتی	

۱۶	حضرت مولٰنا قطب الدینؒ کا قبیلہ۔ ولادت	
۱۷	آپکے جدِّ بزرگوار	
۱۸	آپکے والد محترم	
۱۹	آپکے پردادا مرحوم مولٰنا سعد الدین رحمہ اللہ	
۲۰	تعلیم تعلم۔ درس وتدریس اساتذہ کرام	
۲۱	علم دین کی تحصیل / دورہ حدیث	
۲۲	تدریسی خدمات	
۲۳	علمی مقام	
۲۴	اساتذہ کرام	
۲۵	قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	
۲۶	سیاسی خدمات	
۲۷	فہرست خلفاء مجازین	
۲۸	شاہ سید مولانا مردانی	
۲۹	صوفیانہ مسلک	
۳۰	آپکے پیر و مرشد حضرت میاں شرقپوری	
۳۱	حب الٰہی وحب الرسول	
۳۲	بصیرت	

۳۳	جاہ وجلال	
۳۴	عوام الناس کی خدمت	
۳۵	فتاویٰ جات	
۳۶	افتاء کے بورڈ کا قیام	
۳۷	انتخاب مفتی کیلئے بحث کا منظر	
۳۸	استفتاء۔ نکاح مطلقہ کا حکم	
۳۹	دیگر فتاوٰی	
۴۰	غور غشتی میں جمعہ کی ابتداء	
۴۱	مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ بطور مربی و مصلح	
۴۲	مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ کی مقبولیت و محبوبیت	
۴۳	حج بیت اللہ شریف	
۴۴	وفات حسرت آیات	
۴۵	اولاد و احفاد	
۴۶	تلامذہ	
۴۷	تعارف مدرسہ	
۴۸	تصویری جھلکیاں	

❊❊❊

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

الانتساب

بندہ اپنی اس کاوش کو پوری اُمت کے
کلمہ گو مسلمانوں کے نام ہدیہ ایصال کرتا ہے

محمد عبدالحق علوی کان اللہ لہ

رائے گرامی

جنابِ صاحب زادہ فضل متین صاحب بن مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
غور غشتی ضلع اٹک علاقہ چھچھ پاکستان

بِسمِ اللہ الرحمٰنِ الرَّحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم اما بعد:۔

حضرت اقدس والدِ محترم شیخ الحدیث والتفسیر، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو پاک وہند کے علمائے دیوبند میں بہت بڑا مقام حاصل تھا آپؒ شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ہم سبق اور حضرت شیخ الحدیث مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص تلمیذ تھے ۔ آپؒ نے برِّصغیر کی مشہور درسگاہوں میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے ہوئے وہ انمنٹ نقوش چھوڑے ہیں کہ جنہیں دنیا قیامت تک فراموش نہیں کر سکی گی ۔ قرآن حدیث منطق فلسفہ فقہ نحو صرف تمام علوم وفنون میں آپکو مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ نے لمبی عمر پائی اور حیاتِ طیبّہ کے شب وروز خدمتِ دین میں صرف فرمائے۔ اس لیے یہ ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ آپ کے حالات قلم بند ہوں تاکہ علماء طلباء عوام اس تذکرہ سے فیض حاصل کر سکیں۔

عزیزم مولانا عبد الحق صاحب خادم التدریس مدرسہ نصیریہ غور غشتی زِیدہ مجدہٗ کی سعادت ہے کہ اُنہوں نے آپکے حالات کو جمع کیا اور ترتیب دیا۔

بندہ نے اس کتاب کو اوّل تا آخر دیکھا ہے ماشاء اللہ کتاب باسند باتوں اور ثقہ روایات سے مزین ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے قبولیت کی درخواست ہے۔ آمین بجاہِ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

دستخط صاحبزادہ فضل متین

***

تقریظ حضرت خواجہ خلیل احمد کندیاں شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہِ الکریم ۔

امابعد!

سوانح جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مرتبہ محمد عبدالحق علوی غرشین دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ماشاء اللہ عمدہ کام ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نافع بنائے۔ آمین

فقیر خلیل احمد عفی عنہ

۲۱ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ

❊ ❊ ❊

صاحبزادہ فضل متین کے قلم سے

مسجد کھجور

مسجد کھجور کی تعمیر بھی علامہ ومولانا قطب الدین مرحومؒ نے کی تھی ۔ تفصیلات ملاحظہ ہو۔

(۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین مرحومؒ کے صاحبزادے مولانا فخر الدین مرحومؒ جب بیماری اور کمزوری کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنے سے معذور ہو گئے تو مجھے فرمایا کہ ہر دوسرے دن میرے پاس آنا ہو گا تو بندہ انکے حکم کے مطابق اس پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش کرتا رہا کیونکہ یہ سب بھائی صاحبان مجھ سے ایسی محبت کرتے تھے جیسے کہ میں انہی کا چھوٹا بھائی ہوں۔ ہمارا اکثر وقت تو دینی مسائل میں ہی صرف ہوتا کبھی اپنی بیماری کے بارے اور کبھی کبھی اِدھر اُدھر کی باتیں ایک دن اچانک کہنے لگے یہ تو میں نہیں جانتا کہ مسجد کھجور کے لئے زمین کیسے حاصل کی گئی مگر یہ مجھے معلوم ہے کہ یہ مسجد بڑے کاکاجی صاحب نے تعمیر کی تھی۔ یہ سب بھائی ہمارے والد مرحومؒ کو بڑا کاکاجی کہتے تھے

(۲) اس مسجد کے عقب میں ہمارا ذاتی مکان ہے جس کا رقبہ ساڑھے سات مرلے ہے کیونکہ مسجد کا اندرونی حصہ مکمل طور پر ہمارے صحن میں ہے جس کا رقبہ ڈھائی مرلے ہے گویا محترم والد صاحب نے مسجد کا اندرونی حصہ مکمل طور پر اپنے گھر

کے صحن میں بنایا تھا۔ مولٰنا فخر الدین فرماتے تھے

(۳) آپ کے والد صاحب مرحوم کو اپنے خاندان والوں سے بہت محبت تھی ۱۹۵۸ءمیں حاجی عبد الرحمٰن المعروف ملاں بابا نے ان الفاظ کے ساتھ بات شروع کی۔

میں نے بچپن سے مولانا مرحومؒ کا دامن پکڑا اور وفات تک ان کے ساتھ رہا۔ (اس ناچیز کو یاد ہے کہ والد صاحب مرحومؒ کی وفات کے وقت ان کے سرہانے بیٹھے پڑھتے رہے جس وقت روح پرواز کر گئی تو آنکھوں سے آنسو جاری اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے باہر نکل گئے)۔

فرمانے لگے کہ مولانا صاحب مسجد کھجور میں امامت خطابت اور درس وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے جس وقت شیخ الحدیث صاحب فارغ ہو کر آئے تو مولانا مرحومؒ نے ان سے فرمایا کہ مسجد کے شمال میں آپ درس حدیث شروع کریں۔ مسجد کے جنوب میں باقی کتابیں میں پڑھاؤں گا میں پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے عرض کیا یہ کیا؟ درس حدیث وہ دے اور باقی چھوٹی موٹی کتابیں آپ پڑھائیں تو غصہ سے لال ہو گئے اور کہنے لگے عبد الرحمٰن چلا جا۔ میں فوراً اُٹھا اور چل دیا مبادا ایسا نہ ہو کہ عصا میرے سر پر آپڑے۔

دو۔ تین دن بعد میں نے سوچا کہ اب تو مولانا صاحب کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہو گا جب میں نے آہستہ آہستہ مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کی کوشش کی تو دور سے دیکھ کر مسکرائے اور قریب آنے کا اشارہ کیں (وہ کبھی بھی قہقہ لگا کر نہیں ہنستے تھے)۔ جب میں قریب گیا تو کہنے لگے عبد الرحمٰن یہ میرا اچھا ہے اگر میں اس کی

عزت نہیں کروں گا تو لوگ کیا عزت کرینگے۔ عزت گھر سے شروع ہوتی ہے۔ باقی رہا مسئلہ درس حدیث اور باقی کتابوں کا تو درس حدیث بہت آسان کام ہے جو کتابیں میں پڑھا رہا ہوں۔ یہ اس کے بس کی بات نہیں ہے یہ کتابیں پڑھانا دور کی بات ہے اس کیلئے یہ کتابیں پڑھنا بھی بہت مشکل ہے۔

عبد الرحمٰن المعروف صوفی صاحب فرماتے تھے کہ ہمارے حضرت کو اللہ تعالیٰ نے مستجاب الدعوات بنایا ہے جب نماز استقاء کے لئے میدان میں اپنے رب کے حضور سربسجود ہونے کے لئے جاتے تو عموماً اسی دن اللہ کی طرف سے باران رحمت کا نزول شروع ہو جاتی اگر ایسا نہ ہو تو دوسرے دن ضرور اللہ تعالیٰ باران رحمت سے مستفیض فرماتے ۔ عبد الرحمٰن صوفی مرحومؒ والد صاحب محترم مرحومؒ کے خاص مریدوں میں تھے حضرتؒ کے شاگرد دنیا میں جتنے زیادہ تھے مرید اتنے ہی کم جن کو میں جانتا ہوں بُہت ہی کم ہیں حالانکہ حضرتؒ کو اللہ تعالیٰ نے تصوف میں وہ مقام دیا تھا جو ان کے پیر حضرت شرقپوری اُنکے بارے میں فرما چکے ہیں شاید مولانا عبد الحق صاحب علوی اس کتاب کسی صفحہ پر درج کر چکے ہیں مرید کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ صبح کی نماز کے بعد سے لیکر عشاء تک مختلف اوقات میں مختلف کتب پڑھاتے رہتے تھے نماز استقاء کے لئے تو اکثر علماء بزرگان دین اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہونے کیلئے میدان جاتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہمیں باران رحمت سے نوازے۔

مگر اللہ تعالیٰ نے حضرتؒ کو ایک خاص ملکہ عنایت فرمایا تھا یعنی (انڈا لکھنا) جب عوام کو ضرورت ہوتی کہ بارش چاہیئے یہ تو بندہ نہیں جانتا کہ ان دنوں لوگ کیوں

نماز استسقاء کے لئے نہیں جاتے لوگ آکر کہتے حضرت بارش کی سخت ضرورت ہے انڈا لکھ دیجیے اس کے لئے نوجوان مرغی کی پہلی دفعہ کا پہلا انڈا تلاش کر کے حضرتؒ کے پاس لے آئے تو حضرت عصر کی نماز کے بعد اسی مصلیٰ پر بیٹھ کر انڈا لکھتے انڈے پر اتنا کچھ لکھتے کہ اس کی اپنی سفیدی چھپ جاتی پھر اس کو مٹی کی چھوٹی ہنڈی میں بند کر کے اوپر سے اس کا منہ بند کر کے لیپ کر دیتے۔

ایک کنویں میں اتر کر پانی کے اندر ایسی محفوظ جگہ رکھ آتا کہ ضرورت پوری ہوتے اس نکالنے کے لئے زیادہ تلاش نہ کرنی پڑے عموماً اُسی رات کو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی اور بارانِ رحمت کا نزول شروع ہو جاتا جب ضرورت سے زیادہ بارش ہونے کا احتمال ہو تو انڈا کنویں سے نکال لیا جاتا۔ حضرتؒ نے یہ کام اپنے بیٹے مولانا مفتاح الدین مرحومؒ کو سکھایا تھا مگر افسوس اسکی وفات کے ساتھ ہمارے قرب وجوار میں یہ عمل ناپید ہوگی۔

❊❊❊

نقشِ اوّل از مرتب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہِ الکریم اما بعد!

امام الاولیاء، رئیس الاتقیاء، رأس المحدثین حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ" صالحین کا ذِکر جلبِ رحمت کا ذریعہ اور وسیلہ ہے بندہ بھی ایک ایسے ہی صالح کا تذکرہ کرنے جارہا ہے جن کا شمار وقت کے بڑھے صالحین میں ہوتا تھا میری مراد شیخ المشائخ، شیخ العلماء، رازی دوراں جامع المعقول والمنقول حضرت العلامہ مولٰنا قطب الدین غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ تلمیذ رشید قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی "نوراللہ مرقدہٗ وبرداللہ مضجعہ" ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ "علاقہ چھچھ" کے گاؤں غورغشتی میں صدیوں پہلے آباد ہونے والے مشہور ومعروف علمی کاکڑ پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ایسے گھر میں آنکھیں کھولیں جہاں پر حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی وراثت پانے والے حضرت اقدس، شیخ المشائخ، اُستاد العلماء حضرت مولٰنا محمد سعدالدین رحمۃ اللہ علیہ اور اُن ہی کے فرزند جانشین حضرت مولٰنا بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ علمی ماحول کی سنہری یادیں چھوڑ کر جاچکے تھے اور آپکے والد گرامی حضرت مولٰنا شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ وراثت کے حامل موجود تھے جنہوں

آپکی تربیت اور تعلیم میں کوئی کسر اور دقیقہ باقی نہیں چھوڑا وہی آپکے اوّلین اُستاد بنے گھر سے یہ تعلیم کا سلسلہ بڑھتے بڑھتے دارالعلوم دیوبند تک پہنچا جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قطب وقت، جبلِ استقامت حضرت مولٰنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً کثیراً سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ اور حضرت مولٰنا سیف الرحمٰن کابلی رحمۃ اللہ علیہ آپکے ہم سبق اور ہم درس تھے کچھ زمانہ وہیں پر مختلف مقامات پر درس تدریس کرتے رہے شائقین علوم دینیّہ کو مستفید کرتے رہے پھر وطن واپس پلٹ کر یہاں بھی وہی سلسلہ مختلف مقامات پر درس تدریس جاری رہیں اور بہت سارا زمانہ اپنے گاؤں غور غشتی میں بھی یہی مشغلہ اور امامت خطابت کرتے رہے تاآنکہ داعی اَجل کو لبیک کہا۔ آپکی یہ محنت جدوجہد کوئی قریباً صدی بھر پر محیط ہے۔

ہزاروں مشاہیر علماء اور طلباء آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں اور ہزاروں لوگوں نے آپ کے فیض فہم وتدبر، اور بصیرت سے روشنی پائی۔ آپکی حیثیت اور مقام ومرتبہ ایک منجھے ہوئے عادل مصلح بادشاہ جیسا تھا بڑے علماء کے عقدے حل کرنا علاقائی اختلافات اور شورشوں کو رُفو کرنا اور عوام الناس کے مسائل حل کرنا جہاں دیکھ آپ رحمۃ اللہ علیہ بُراجمان ہوتے تھے علاقہ بھر کے لوگ اور گاؤں والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے ادب اور پیار سے ے کبھی ''جی صاحب'' کبھی ڈنگودی والے مولوی صاحب، کبھی ''بڑے مولوی صاحب'' ان تین ناموں سے یاد کرتے تھے۔ چونکہ آپ اپنے ہاتھ میں عصا رکھتے تھے جسے کبھی کبھی اہل عناد کے خلاف کام میں بھی لاتے

تھے اس لیے آپ ڈنگوری والے باباجی کے نام سے پکارے جاتے تھے اور آپکے چچا شیخ الحدیث حضرت مولٰنا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ غور غشتوی جو عمر میں آپ سے چھوٹے تھے اور آپؒ علمی لحاظ سے بھی اور عمر کے اعتبار سے بھی بڑے تھے اسلیئے اُنکو چھوٹا باباجی اور انکو بڑا باباجی اور مولوی صاحب کہا جاتا تھا۔ اہل علم کے ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ قرآن، حدیث، فقہ، منطق فلسفہ، ریاضی وغیرہ علوم میں ایک معتبر امام کا تھا اسلیے ہی آپکو جامع المعقول والمنقول کہا جاتا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دنیا سے کوچ کیے ہوئے کوئی قریباً 70 سال کا عرصہ بیت گیا ہے طویل مدت گزرنے کے باوجود بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے دلوں میں موجود اور زندہ ہیں آج تک لوگوں کی زبانوں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر موجود ہے راقم نے خود یہ بات نوٹ کی تو دِل میں داعیّہ پیدا ہوا کہ اسقدر مقبول ومحبوب راہنما کے حالات وواقعات کتابی شکل میں جمع ہونے چاہیے تاکہ ہر ایک اُن سے مستفید ہوسکے جُوں جُوں دن گذرتے گئے یہ خیال پختہ ہوتا گیا بلکہ جب ایک حد تک تگ ودو کی تو معلوم ہوا کہ میرے والد بزرگوار حضرت مولٰنا محمد طیّب مرحوم کے ماموں حضرت اقدس شیخ الحدیث حضرت مولانا ضیاء الحق صاحب مرحوم اور حضرت مولانا غلام عزیز صاحبؒ عرف مُنشی استاد اور انکے چچا حضرت مولٰنا غلام حسین رحمۃ اللہ علیہ اور اِنکے والد محترم حضرت مولٰنا علاو الدین رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں تو راقم پوری بشاشت اور لگاؤ سے درپیئے ہوا لیکن یہ کام تھا بہت مشکل کیونکہ حضرت کو گذرے ایک طویل زمانہ بیت چُکا تھا اور تقریباً حضرت کے فیض یافتہ حضرات بھی جاچکا تھے اور ذاتی لائبریری اور

آثار میں سے بھی کچھ موجود نہ تھا صرف حضرت کے صاحبزادے جناب فضل متین صاحب قدس سرہٗ اور چند کتب جن میں آپکے حالات درج تھے۔ یہی ذرائع تھے آپکے صاحبزادے سے اس کا تذکرہ کیا تو وہ بھی اس کام میں دلچسپی لیتے نظر آئے بلکہ کہنے لگے کہ آپ ہمت کریں اور کام شروع کردیں جہاں تک ممکن ہوا ہم اپنی پوری کوشش کریں گے حالات کو جمع کرنے میں چنانچہ راقم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے کام کا آغاز کردیا اور تلاش جستجو کیلئے ہم نے چند اسفار بھی کیے اور کتب بینی بھی کی تو خاطر خواہ حالات کا ذخیرہ جمع ہوگیا جنھیں مرتب کیا الحمدللہ آج وہ اس مختصر سے کتابچے میں درجہ ذیل ترتیب سے جمع ہیں یہ مختصر کتابچہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

(۱) پہلا باب علاقہ چھچھ اور غور غشتی گاؤں کے متعلق۔

(۲) دوسرے باب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زندگی کے مختلف گوشے۔

(۳) باب آپکے اساتذہ اور شیوخ کا تذکرہ۔

(۴) باب میں آپکے تلامذہ میں سے مشہور تلامذہ کے حالات اور اسماء مذکور ہونگے۔

(۵) اور نمبر پانچ باب میں تصویری جھلکیاں مع مدرسہ عثمان ذوالنورین للبنات کا مختصر تعارف وغیرہ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو ہدیۂ قارئین کرتے ہوئے اپنے کریم مولیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے عاصی اور اثم کو اپنے اس نیک بندے کے حالات کو سامنے لانے کیلئے ذریعہ اور وسیلہ بنایا۔ ساتھ ساتھ میں اُن حضرات کا بھی

شُکریہ ادا کروں گا کہ جنھوں اس کار میں بندہ کی رہنمائی کی اور مدد فرمائی بالخصوص حاجی فضل متین صاحب بن مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جنھوں نہ صرف قدم قدم پر ساتھ دیا بلکہ اسکو اپنے ذاتی خرچ سے چھپوایا اور بلا معاوضہ تقسیم کیا اور اُن حضرات علماء اور بزرگوں کا بھی شکر گذار ہوں جنھوں نے تقاریر اور اپنی قیمتی آراسے نوازہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب لوگوں کی مساعی کو اپنی رحمت سے اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے نوازے آمین۔ بجاہِ النبی السید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہِ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

العبد الضعیف النحیف الراجی الی رحمۃ العزیز الرحیم

احقر العباد محمد عبد الحق علوی کان اللہ لہ

غرشینوی غور غشتوی

٭٭٭

وادی چھچھ
جغرافیہ، تاریخ

علاقہ چھچھ جغرافیہ، تاریخ

علاقہ چھچھ برصغیر کے مغربی کونے پر واقع ایک مشہور ومعروف خطے کا نام ہے 84 گاؤں پر مشتمل یہ وسیع وعریض، ہموار خطہ سرسبز وشاداب ہونے کے ساتھ ساتھ مردم خیز بھی ہے۔ کئی نامور ہستیاں اس خطہ کی پیداوار ہیں جن پر بجاطور پر اہل چھچھ فخر کرنے کے مستحق ہیں۔

بالخصوص علمائے علاقہ چھچھ کے جن کی وجہ سے پوری دنیا میں اس علاقے کا نام روشن ہوا ہے اور جن کی کثرت کی وجہ سے اس کو بخارا ثانی کہا جاتا ہے اور جن کی جدوجہد اور محنتوں سے یہ علاقہ دین مخالف فتنوں سے ہمیشہ محفوظ رہا۔

اس خطہ کا تعارف، جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کے قلم سے ملاحظہ ہو۔

❊ ❊ ❊

تعارف وادی چھچھ

ماخوذ از: ''تذکرہ علاقہ چھچھ'' محترم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب زید مجدہ۔

حضرو پنجاب کے شمال مغربی سرے پر واقع ضلع اٹک کی تحصیل کا زریں خطہ ہے۔ اباسین میں پھیلا ہوا ہے۔ جس کے شمال میں تحصیل صوابی اور جنوب میں غازی سے لے کر اٹک تک جو آبادی ہے، وہ تمام علاقہ چھچھ کہلاتا ہے۔ چھچھ کی مشرقی جانب کوہ کنگر اور دریائے ہرو کا پل ہے اور جنوب مغربی جانب انتہائی آخری سرے پر دریائے سندھ اور اس پر تعمیر شدہ اٹک کا مشہور پل اور قلعہ واقعہ ہے۔ جنوب میں ریلوے لائن اور کامرہ کی پہاڑیاں ہیں۔ علاقہ کے گردونواح میں مشہور تاریخی مقامات واقع ہیں۔ تربیلہ ڈیم اور حسن ابدال کا مشہور تاریخی شہر مشرق میں ہے۔ خیر آباد کا مشہور قصبہ دریائے سندھ کے پار مغرب میں مشہور تاریخ گزر گاہ ہنڈ (وے ہند) شمال میں اور کامرہ کی پہاڑیوں کے پاس جنوب میں ہوائی جہازوں کا اڈہ اور فیکٹریاں ہیں۔ چھچھ کا پرانا نام ''چوراسی چھچھ ہے''۔ کیونکہ انگریزوں کی آمد سے پہلے اس کے چوراسی دیہات تھے۔ وادی چھچھ کا علاقہ کو سرکانی کہا جاتا ہے۔ اٹک قدیم، حضرو غور غشتی علاقہ چھچھ کے بڑے بڑے قصبے ہیں۔ کل آبادی تقریباً چار لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ چھچھ ہی کے میدان میں سلطان محمود غزنوی (۳۷۱-۴۲۱ھ / ۹۷۱-۱۰۳۰ء) اور انند پال کا آخری تاریخی معرکہ ہوا، جو درہ خیبر کی طرف سے مسلمان فاتحین کا پہلا حملہ تھا۔

***

وجہ تسمیہ علاقہ چھچھ

''چھچھ'' ترکی زبان کے ایک لفظ ''چاچ'' سے ماخوذ ہے، مگر زمانے کے ساتھ اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف آراء قائم ہوتی رہیں۔ مستشرقین کی کوششوں سے چھچھ کے نام پر نئی ریسرچ کی گئی۔ سب سے پہلے بعض افراد نے یہ کہا کہ چھچھ کا نام ہنڈ کے برہمن حکمران نے اس علاقے کو دیا، جو بعد میں سندھ کا راجہ چچ کہلاتا تھا۔ یہ ۶۴۱ھ (۴۴-۱۲۴۳ء) کا ہم عصر تھا۔ اسی طرح راولپنڈی گزٹیئر ۱۸۶۵ء میں کرنل کرا ایکر افٹ نے لکھا ہے کہ چھچھ کا ماخذ پشتو کا لفظ چھج ہے یعنی جس آلے سے اناج صاف کیا جاتا ہے۔ حضرو کی کمیٹی کے کاغذات میں یہ بھی تحریر ہے کہ چھچھ کے معنی سنسکرت میں جھیل یا تالاب کے ہیں۔ چونکہ یہ علاقہ دریائے سندھ کے نشیب میں واقع ہے، اس لئے دریا کی طغیانی سے پانی آکر جھیل یا تالاب میں تبدیل ہو جاتا ہے، اس وجہ سے اس خطے کو چھچھ کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ چھچھ کا لفظ چھاچھ کا مخفف ہے۔ ابتدائی ایام میں گنگر پہاڑ کے ساتھ ساتھ آکر جو قوم آباد ہوئی ان کی گائے اور بھینسوں کی کثرت سے چھاچھ ہوتی تھی۔ یہ لفظ چھاچھ سے چھچھ میں تبدیل ہو گیا۔ اٹک گزٹیئر ۱۹۰۷ء (صفحہ ۲) میں تحریر ہے کہ چھچھ کا لفظ چھب سے ہے، جس کے معنی دلدلی زمین کے ہیں۔ مشہور کئی مورخ مولوی محمد حسین اغلب نے اپنی تاریخ نیرنگ افغاناں میں صفحہ سترہ پر چھچھ کا نام علاقہ چھچھا تحریر فرمایا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ چھچھ، چھب، چچ، چھچ، چاچ، چھاج، چھاچھ، چھچھا، یہ الفاظ تمام کے

تمام سنسکرت کے علاوہ موجودہ ہندی اور اردو کی لغت میں بھی ملتے ہیں سب سے پہلے چھچھ کے متعلق دیکھنا چاہیے کہ اس کے کیا معنی ہوتے ہیں، کیا یہ چھچھ کی وجہ تسمیہ کے لئے موزوں ہیں؟ بھگت کبیر داس جی مشہور سنسکرت وہندی کے عالم اور شاعر نے نبی کریم ﷺ کی مدح میں ایک شعر کہا ہے، جس میں چھچھ کا لفظ نگاہ کے معنی میں استعمال کیا ہے۔ واقعہ معراج کے متعلق ان کا شعر ہے۔

نب کا در کھلا نہیں نبی گئے اوہ پار
جیسے چھچھ، چھچھ ماں نکل جات اوہ پار

ترجمہ: معراج کی رات، آسمانوں کے دروازے بھی نہیں کھلے، مگر نبی کریم ﷺ آسمانوں سے اس طرح گزر گئے، جیسے نگاہ شیشہ کے پار ہو جاتی ہے۔

ہندی میں چھچھ بمعنی نگاہ اور اسی طرح باقی الفاظ بھی ہندی میں ان معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

چچ ایک راجہ کا نام ہے۔ جس کی تشریح کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ چھچھ یا چھاج بھی ہندی لفظ ہے، یہ پشتو میں منتقل کیا گیا، تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ چھاچھ ہندی میں لسی کے معنوں میں مستعمل ہے۔ چھب ہندی میں وجاہت، تزئین اور شان وناز کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چھچھا بمعنی پرندوں کی آواز ہے۔

اب ایک مورخ ہی اس بات کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ چھچھ کی وجہ تسمیہ کے لئے ان میں سے کوئی بھی لفظ موزوں اور مناسب نہیں ہے۔ خیال یہ ہے کہ چھب یونانی لفظ نہیں ہے، بلکہ سنسکرت یا ہندی لفظ ہے، پر اردو لغت میں ملتا ہے۔ کسی لغت

نے چھب یا چھچھ کو اردو میں یونانی یا پشتو لفظ استعمال نہیں کیا۔ مولانا غلام رسول مہر (۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) جنہوں نے سید احمد شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کے سلسلے میں چھچھ اور ہزارہ کا چپہ چپہ دیکھا۔ انہوں نے چھچھ کو ترکی لفظ کہا ہے۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء) نے بھی چھچھ کو ترکی لفظ قرار دیا ہے۔ سید عبدالقدوس ہاشمی (م ۱۴۰۹ھ / ۱۹۸۹ء) نے اس سلسلہ میں مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۷۷ء کو ایک خط فاضل محقق خواجہ محمد اسد رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء) کو لکھا تھا، جس میں لکھتے ہیں۔

"چھچھ ایک بہت قدیم لفظ ہے، جو اب بھی گجراتی زبان اور سندھی میں مستعمل ہے۔ اس کے معنی ہیں ابھری ہوئی او تھلی، ریتلی یا صحرائی زمین مجازاً کم گہرے حصہ دریا کو بھی کہتے ہیں۔ گجرات اور سندھ کے مابین اسی طرح ایک علاقے کو اب چھچھ کا علاقہ کہا جاتا ہے۔ اس کی طرف کوئی نسبت میری نظر سے نہیں گزری۔ اس علاقے میں دو چار چھوٹے چھوٹے دیہات ہیں۔ جن لوگوں کو چھاچھی لکھا گیا ہے وہ لفظ چاچی کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ چاچ ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں۔ "غلے کا ڈھیر یا کھلیان" اس نام کی آبادیاں بلکہ بڑے قصبے موجودہ سمرقند (ترکستان روسی) اور کاشغر (ترکستان چینی، سنکیانگ) کے قریب تھے۔ فارسی اور ترکی میں اس کی نسبت چاچی اور عربی میں شاشی آتی ہے۔ سید صاحب مرحوم رحمۃ اللہ علیہ (سید سلیمان ندویؒ) نے جو لکھا ہے، بس اتنا ہی ملتا ہے۔"

مؤرخین کی آراء کے علاوہ مقامی روایات اس طرح ہیں کہ چھچھ ترکی لفظ چچ

سے ہے، جس کے معنی پشتو میں ''اچ خوڑ'' اور مقامی زبان میں ''چھڑ'' کے ہیں۔ یعنی دریا کا وہ حصہ جو سیلانی موسم میں نالوں کی شکل اختیار کر جاتا ہے اور بعد میں ریت اور پتھر چھوڑ جاتا ہے۔ اسی طرح ''اچ خوڑ'' بھی دریا کے ساتھ ملحقہ نالہ کو کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ تشریح پرانے بزرگوں نے اس طرح فرمائی ہے کہ کشان خاندان سے پہلے کامرہ کی پہاڑیوں سے لے کر تحصیل صوابی کے مواضعات جیہبئی و جلسی تک ایک بڑی جھیل تھی اور دریائے سندھ بھی آکر اس میں گرتا تھا۔ اس جھیل میں جابجا ٹیلے تھے، جن میں کچھا آبادیاں جھونپڑیوں کی طرز کی تھیں۔ ان جھونپڑیوں میں مچھیرے اور لٹیرے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے اسے سندھ ساگر کہا جاتا ہے۔ قدرتی عمل سے دریائے سندھ نے رخ تبدیل کیا تو یہ زرخیز خطہ وجود میں آگیا اور ایک مشہور ضرب المثل بن گئی ''چھچھ'' بنا سمندر کی۔ جو بجے سوہوت ''جب پانی خشک ہو گیا اور پتھر ہی پتھر رہ گئے جو تاتاری قوم یہاں آباد تھی وہ اپنی زبان میں چچ یا چاچ کہنے لگی، بگڑتے بگڑتے چھچھ ہو گیا۔

واللہ اعلم بالصواب

***

چھچھ کی تاریخی حیثیت

مولانا غلام رسول مہر (م ۱۳۰۱ھ / ۱۹۷۱ء) لکھتے ہیں:

ضلع کیمبل پور (اٹک) میں حضرو، حسن ابدال اور اٹک خورد یہ تین قصبات خاص تاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرو ان تینوں میں مشہور اور تاریخی اعتبار سے قدیم ہے۔ اس کا نواحی علاقہ سکندر اعظم (۳۵۶۔ ۳۲۳ ق م) کی گزر گاہ رہا۔ حضرو، لارنسپور اور بٹیاں کا تاریخی میدان تاریخ میں وے ہند کے نام سے مشہور ہے۔ سلطان محمود غزنوی (م ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء) کا پانچواں اور فیصلہ کن معرکہ (صفر ۳۹۹/ اکتوبر ۱۰۰۸ء) میں اسی مقام پر ہوا۔ سید احمد بریلوی شہیدؒ (م ۱۲۴۶ھ / ۱۸۳۱ء) کے سکھوں سے معرکے بھی اسی جگہ ہوئے۔ ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء میں مولانا ظفر علی خان مرحوم (م ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء) کو حضرو، علاقہ چھچھ ہی میں کی گئی اپنی معرکہ آرا تقریر کی وجہ سے پانچ سال کے لئے پابند سلاسل کیا گیا۔

حضرو درانیوں کی وجہ سے سکھوں کے عہد میں بھی سید احمد شہیدؒ کے رفقاء میں سے زخمی و مجروح غازیوں کی پناہ گاہ رہی۔ مولانا ظفر علی خان صاحب کو حضرو سے جو عشق تھا، اس کا اظہار انہوں نے کئی بار ان الفاظ میں کیا: ''علاقہ چھچھ، خصوصاً حضرو، سادہ غیور مسلمانوں کا وہ خطہ زمین ہے جہاں سے قرون اولیٰ کی بو آتی ہے۔''

***

مزید تحقیق: چھچھ کی وجہ تسمیہ

دامن اباسین کے فاضل مصنف جناب سکندر خان صاحب لکھتے ہیں: بچپن میں بزرگوں سے سنتے آئے ہیں کہ وادی چھچھ پہلے پہل ایک بہت بڑی جھیل کی مانند تھی۔ کسی زمانہ میں جھیل کا پانی اترنا شروع ہوا تو دلدلی زمین نظر آئی۔ اسی دلدل کی وجہ سے اسے سکندر اعظم یونانی نے چھچھ کا نام دیا، جو قدیم یونانی زبان میں دلدلی زمین کے لئے بولا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے نزدیک چھچھ یا چچ ترکی کی زبان کا لفظ ہے جو پشتو کے چھڑ سے مشابہ ہے جو ایسی زمین کے لئے بولا جاتا ہے جو پانی کی گزر گاہ ہو اور پانی کے ریلے سے وہاں ریت اور پتھر جمع ہو جائیں۔ فارسی لغت میں شاش یا چاچ توران (ازبکستان) کے مشہور شہر تاشقند کا پرانا نام ہے۔ بعض کے نزدیک کاشغر کا یہ پرانا نام ہے۔ ازبکستان کے تاجک قبیلہ کے ایک گروہ کا نام بھی چچ تھا، یہ عین ممکن ہے کہ چاچ شہر یا تاجک قبیلہ کی شاخ سے کچھ لوگ پہلے پہل وادی چھچھ میں آباد ہو گئے ہوں، جس کی بنا پر اس وادی کا نام چھچھ پڑ گیا ہوا۔ اس وادی میں تاجک نامی موضع کی موجودگی سے اس خیلا کو تقویت ملی ہے۔

✻✻✻

وادی چھچھ کے قدیم حالات

مشہور مورخ مسٹر ویلر نے اپنی کتاب Vedie Age (وید کا زمانہ) میں لکھا ہے کہ پنجاب کی سرزمین میں پہلی آبادی راولپنڈی اور اٹک کے اضلاع میں تھی۔ اس علاقہ میں دیہی زندگی کا آغاز زمانہ حجر سے ایک ہزار سال بعد ہوا۔

مشہور محقق جناب قاضی عبدالحلیم اثر افغانی کے بیان کے مطابق دین محمد ﷺ کے دور سے پہلے تین پیغمبروں کے ادوار بھی اس سرزمین میں گزرے ہیں۔

ایک انگریز محقق جرنیل کننگھم کے بیان کے مطابق ۱۴۲۶ ق م میں آریاؤں کے بعد تورانی نسل کے لوگوں نے اس علاقہ میں قدم رکھا۔

✻✻✻

وادی چھچھ میں مسلمانوں کی آمد

فاضل محقق جناب قاضی عبد الحلیم اثر افغانی کی تحقیق کے مطابق وادی چھچھ میں اسلام کی ابتداء ۵۰ھ / ۶۸۰ء میں حضرت مہلب ابن ابی سفرۃ العتکیؒ کی فتوحات سے ہوتی ہے۔ العتکی خاندان قبیلہ ازد کی ایک شاخ ہے۔

حضرت مہلب انصاری رضی اللہ عنہ (م ۸۳ھ / ۷۰۲ء) صحابی رسول کریم ﷺ تھے۔ ان کے والد حضرت ابو صفرہؓ اور دادا حضرت عبید العتکؓ تھے۔ اس صحابی ابن صحابی ابن صحابیؓ نے فتح وادی چھچھ کے بعد اس کے مغرب میں اپنے نام پر ایک قلعہ تعمیر کیا تھا جس کا نام العتک رکھا جو بعد میں اتک اور پھر اٹک پکارا جانے لگا۔ اس اعتبار سے دریائے سندھ کے مشرق میں یہ وادی پہلا باب الاسلام ہے۔ حضرت مہلبؓ کے بعد اس وادی میں اسلام کا نور پھیلانے والے انہی کی نسل میں حضرت داؤد ملہبیؒ تھے۔ تیسرے نمبر پر سلطان محمود غزنویؒ م ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء) چوتھے نمبر پر سید ابراہیم شاہ اور پانچویں سلطان شہاب الدین غوری (۵۹۹ھ۔ ۶۰۳ء / ۱۲۰۲ھ۔ ۱۲۰۶) تھے۔ قطب الدین عون جن کا شجرہ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ (م ۴۰ھ / ۶۶۱ء) سے ملتا ہے اور جو ہزارہ اور پنجاب کے قطب شاہی اعوانوں کے جد امجد ہیں، ۵۷۱ھ / ۱۱۷۵ء میں وادی چھچھ میں شہید ہوئے تھے۔ یہ اس وادی میں اسلام کا پانچواں دور تھا۔ منتخب التواریخ کے بیان کے مطابق حضرت مہلب رضی اللہ عنہ نے یہ حملہ ۴۴ھ / ۶۶۴ء میں کیا تھا۔ ۵۰ھ سے ۵۵۱ھ (۶۸۰ء سے۔ ۱۱۷۸ء) سے آج

تک خداوند عالم کی مہربانی سے اس وادی میں اسلام کا پرچم مستقل طور پر لہرا رہا ہے۔ قبیلہ یوسف زئی مندن کے سربراہ یوسف مندن ابن شہاب الدین عمر ابن معزالدین ابراہیم اور قطب الدین عون (سربراہ قطب شاہی اعوان) دونوں شہاب الدین غوری کے ساتھ جہاد میں شامل تھے۔ یوسف مندن ۵۹۸ھ / ۱۱۹۹ء میں فتح دہلی کے جہاد میں شہید ہوئے۔ ان کا مزار مبارک قصبہ لاہور (ضلع صوابی، صوبہ سرحد) کے وسط میں واقع ہے۔ ۳۹۹/ ۱۰۰۸ء میں سلطان محمود غزنوی اور راجہ انند پال کی لڑائی وادی چھچھ کے تقریباً وسط میں حضرو کے قرب وجوار میں لڑی گئی انند پال نے اس لڑائی کے لئے ہندوستان کے تمام راجوں مہاراجوں کو بمع ان کے لاؤ لشکر جمع کیا تھا، لیکن راجے مہاراجے شکست فاش کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ انند پال سے پہلے سلطان محمود غزنوی نے اس کے باپ جے پال کو پشاور کے قریب شکست فاش دی تھی۔ اس شکست کا صدمہ اتنا زیادہ تھا کہ راجہ جے پال آگ میں زندہ جل مرا تھا۔ تاریخ اسلام کے مصنف صوفی کرم الٰہی نے پرانی تواریخ کے حوالوں سے اس جنگ کا موقع حضرو کا میدان لکھا ہے۔ گزیٹئر ضلع راولپنڈی ۹۴۔ ۱۸۹۳ء میں بھی روایات کے مطابق اسی جگہ کو میدان جنگ کہا گیا ہے۔ اس جنگ میں سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ بے انداز مال غنیمت آیا۔ جرنیل عبداللہ طائی اور ارسلان جاذیب نے تعاقب کر کے مزید آٹھ ہزار کفار قتل کر ڈالے۔ یہی وہ جنگ تھی جس نے ہندوستان کی تاریخ ایک ہزار سال تک بدل ڈالی۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ۴۰۰ھ / ۱۰۱۰ء میں سلطان محمود غزنوی نے نگر کوٹ (بھیم نگر) پر حملہ کیا اور اس کو تین دن میں فتح کیا۔ نگر کاٹ کو

کاٹ نگڑہ کہا جاتا ہے۔ نگر کوٹ کا قلعہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔ انند پال یہاں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ سلطان محمود غزنوی کے حملہ کے بعد راجہ یہاں سے بھی بھاگ نکلا وادی چھچھ، ہزارہ اور سوات میں افغانوں کا ورود سلطان محمود غزنوی کے عہد سے شروع ہوا۔

۶۰۲ھ / ۱۲۰۵ء میں شہاب الدین محمد غوری کا اس وادی سے گزر ہوا۔ اس نے دہلی فتح کے بعد سلطان قطب الدین ایبک (۶۰۲ـ۶۰۷ھ / ۱۲۰۶ـ۱۲۱۰ء) کو دہلی کا پہلا مسلمان حکمران مقرر کیا مشہور سیاح البرونی (۲۰۳ـ۶۰۷ھ / ۹۷۳ـ۱۰۴۸ء) کے بیان کے مطابق کابل سے حسن ابدال تک ایک ملک تصور ہوتا تھا۔ کچھ مورخین کے بیان کے مطابق کشمیر، مارگلا اور کابل کا علاقہ ایک ہی ملک تصور کئے جاتے تھے ۔ ظاہر ہے وادی چھچھ بھی اس کا ایک حصہ تھا۔ امیر تیمور (۷۳۶ـ۸۰۷ھ / ۱۳۳۶ـ ۱۴۰۵ء) اور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ مغول (۸۸۸ـ۹۳۷ھ / ۱۴۸۳ـ ۱۵۳۰ء) بھی یہاں سے گزرے ہیں۔ بابر جب دوبارہ ۰۳۲ھ / ۱۵۲۶ء) میں سیالکوٹ جانے کی غرض سے یہاں سے گزر کر دریائے ہرو کے ساتھ ساتھ پیدل چلتا ہے تو اپنی خود نوشت ''تزک بابری'' میں اس علاقہ کی خشک سالی کا ذکر بھی کرتا ہے۔

مغول بادشاہ جلال الدین محمد اکبر (۰۴۹ـ ۱۵۱۴ـ ۱۶۰۵ء) نے ۱۹۹۱ء / ۱۵۸۳ء) کے عہد (۱۲۶۷ـ ۱۶۵۸ء) میں چونکہ امن وامان تھا، افغانوں اور مغل حکمرانوں کے مابین کوئی خاص چپقلش نہیں تھی لہٰذا پٹھانوں کے اکثر قبائل اس دور میں وادی چھچھ میں آباد ہوئے۔

* * *

درانی افغانی عہد میں وادی چھچھ

ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۱ھ / جولائی، اگست ۱۷۳۸ء میں ایران کا مشہور بادشاہ نادر شاہ (۱۱۴۷ـ ۱۱۶۰ھ / ۱۷۳۶ـ ۱۷۴۷ء) کی فتح سے واپس ہوتے ہوئے حسن ابدال سے اٹک پہنچا۔ نادر شاہ کی وفات کے بعد تمام قبائل نے احمد شاہ ابدالی کی ۱۷۳۷ء / ۱۱۶۰ھ میں اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ احمد شاہ ابدالی کی وفات ۱۱۸۲ء / ۱۷۷۲ء کے بعد اس کے بیٹے تیمور شاہ (۱۷۷۳ء ۱۷۹۳ء) نے عنان حکومت سنبھالی۔ ۱۷۹۳ء / ۱۲۰۷ـ۸ء میں اس کی وفات پر اس کے بیٹے تخت کے لئے آپس میں لڑ پڑے۔ اس بے اتفاقی کی وجہ سے پنجاب میں سکھوں نے زور پکڑا اور بالآخر کچھ عرصہ بعد وہ کامیاب ہوگئے۔ درانیوں نے علاقہ کا بندوبست خوانین کے حوالہ کیا تھا۔ تیمور شاہ درانی کے دور میں علی بردان خان چھچھ و ہزارہ کا حاکم تھا جو قلعہ اٹک میں ہی رہتا تھا۔

* * *

وادی چھچھ سکھوں کے عہد میں

سکھوں نے ۱۸۱۳ء/۱۲۲۸ھ کی اٹک کی لڑائی کے بعد اس علاقہ پر مکمل قبضہ کر لیا۔ سکھوں کے عہد میں قلعہ اٹک کے حاکم حکما سنگھ چمنی، گور کھ سنگھ، سردھنا سنگھ، دیوان سنگھ اور سربلند خان رہے۔ افغانوں اور سکھوں کی ۱۲۲۸ھ / ۱۸۱۳ء کی لڑائی تاریخ میں حضرو، حیدریا اٹک کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ لڑائی نہایت تاریخی اہمیت کی تھی۔ کیونکہ اس کے بعد ہی سکھوں کو پشاور اور گردونواح تک بڑھنے کا موقع ملا۔ سکھوں کو اپنی زبردست فوجی تنظیم کی وجہ سے اس لڑائی میں کامیابی ہوئی۔ اس فتح کی خوشی میں لاہور میں دو مہینے تک جشن منایا گیا۔ اس کے بعد رنجیت سنگھ (۱۷۸۰۔ ۱۸۳۹ء) نے مفتوحہ صوبہ اٹک کا دورہ کیا۔ اس نے محرم ۱۲۳۴ھ / نومبر ۱۸۱۸ء میں حضرو میں قیام کیا۔

***

غورغشتی کا تعارف

گاؤں غور غشتی

گاؤں غور غشتی ضلع اٹک تحصیل حضرو پاکستان پنجاب علاقہ چھچھ کے مشہور ومعروف دیہات میں سے ہے غور غشتی مشرقی چھچھ میں پنجاب کی سرحد پر واقع ہے اسکے بعد خیبر پختونخواہ شروع ہوجاتا ہے غور غشتی کا رقبہ قریباً ایک لاکھ کنال ہے۔ غور غشتی کی وجہ تسمیہ پر کئی روایات موجود ہیں من جملہ کاکڑ افغان پٹھان کے مورث اعلیٰ "غور غشت" کے نام پر اسکے خاندان نے اس علاقے کا نام غور غشتی رکھا یا یہ نام مشہور ہوگیا غور غشتی میں علماء صلحاء، شعراء، اُدباء اور کئی بہادر حضرات مشہور ہوئے "نجف خان" (م ۱۱۷۳ھ / ۱۷۶۰ء) غور غشتی سے مزدوری کی تلاش میں ہندوستان گئے وہاں ریاست کونج پورہ میں اپنی بہادری کی وجہ سے ریاست کے نواب بن گئے اور نواب نجات خان کے نام سے مشہور ہوئے۔ تاریخ کنج پورہ "مرتبہ" ڈاکٹر محمد باقر میں یہ تفصیل موجود ہے مولٰنا قطب الدین رحمہ اللہ مولٰنا نصیر الدین غور غشتوی، مولانا سید احمد المعروف فیضی میاں مولانا میاں عبدالحق انصاری رحمہم اللہ غور غشتی کے مشہور علماء ہیں سندھ کے مشہور محقق ڈاکٹر غلام مصطفی خان صاحب رحمہ اللہ کا تعلق بھی مولٰنا نصیر الدین غور غشتوی رحمہ اللہ کے خاندان کاکڑ سے ہے منقول از "حیات مستعار" مرتبہ مولٰنا حافظ محمد نثار الحسینی حضرت دامت برکاتہم ص ۶۸۲۔

* * *

حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

کا

نسب نامہ۔ قبیلہ، ولادت

آباؤ اجداد

حضرت مولٰنا قطب الدینؒ کا قبیلہ ولادت

شیخ الحدیث حضرت مولانا قطب الدینؒ نسب نامہ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ مولانا قطب الدین بن مولانا شہاب الدینؒ بن مولانا بہاؤالدینؒ بن مولانا سعد الدینؒ شیخ محمد موسیٰؒ بن اخوند محمد بشارت صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندانی لحاظ سے آپ کا تعلق پٹھانوں کے قبیلہ کاکڑ پٹھان سے ہے۔ اس قبیلہ کے افراد قندہار اور بلوچستان میں بکثرت آباد ہیں۔ آپکے جد امجد محمد اشرف خان قندہارے سلطان محمود غزنوی(م ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء) کے ساتھ جذبہ جہاد سے آئے تھے اور بلوچستان کے علاقہ پشین سے ہوتے ہوئے یہاں غور غشتی میں سکونت اختیار کی کسے معلوم تھا کہ اس چھوٹے سے قریہ میں جو دریائے سندھ کے کنارے آباد ہے۔ آپ کے ورود مسعود سے علم وعرفان کا بحر بیکران موجزن و تلاطم خیز ہوگا۔ مشیتِ ایزدی کی نظر انتخاب نے اس دور افتادہ بستی کو اس شرف اکبر اور نعمتِ عظمیٰ سے سر فراز کیا جس کی وجہ سے قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں سے فضا میں ارتعاش پیدا ہوا اور ہر جانب حلقہ ہائے درس اور محافل و مجالس ذکر سجنے لگیں دنیا ومافیہا سے بے خبر اصحاب عزیمت قرون وسطی کی یاد تازہ کرتے ہوئے قطار اندر قطار آن وارد ہوئے۔

❊ ❊ ❊

تذکرہ علمائے چھچھ :۔(ولادت)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۴ء میں حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں موضع غور غشتی میں پیدا ہوئے۔ شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے چچا تھے۔ لیکن عمر میں آپ اُن سے بڑے تھے۔

❊ ❊ ❊

آپکے جدِّ بزرگوار

مولانا بہاء الدین صاحب چشتی رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب:۔

مولانا بہاء الدین بن مولانا سعد الدین اخوان بن آخوند محمد موسیٰ بن آخوند محمد بشارت رحمۃ اللہ علیہ آپ غور غشتی نزد حضرو میں سکھوں کے عہد (۱۸۴۹ء) میں پیدا ہوئے۔

تعلیم:۔

آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے کی۔ آپ جامع عالم و فاضل تھے۔ تفسیر میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ علم حدیث کے علاوہ تمام علوم میں مہارت کاملہ رکھتے تھے اور درس و تدریس کرتے تھے۔

بیعت و خلافت:۔

آپ سلسلہ چشتیہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے اور خرقہ خلافت کا شرف پایا۔ آپ سلسلہ چشتیہ کے مشہور صاحب نسبت بزرگ تھے۔

سفر آخرت:۔

آپ کا ۱۳۰۹ھ / ۱۸۹۱ء میں رحلت فرمائی اور غور غشتی میں آخری آرام گاہ پائی۔ فرحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ۔

اس لئے آپ بڑے مولوی صاحب کے نام سے مشہور ہوئے اور شیخ الحدیث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھوٹے مولوی صاحب کے نام سے مشہور تھے۔

حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ کے والد محترم

حضرت مولانا شہاب الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد گرامی حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستند مدرس عالم دین تھے۔ پاک و ہند (برصغیر) کی مشہور و معروف شخصیت حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واں بچھراں آپکے والد کے بھائی اور اُستاد تھے۔

حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات غور غشتی میں پائی اور یہیں بڑے قبرستان میں مدفون ہیں۔

مقام و مرتبہ:۔

آپ ایک جید عالم، فاضل مدرس اور سلسلہ چشتیہ کے مشہور صاحب نسبت بزرگ ہوئے ہیں۔ طریقت و معرفت کے علاوہ آپ کے علم و فضل کا بھی خوب شہرہ تھا اور آپ تفسیر میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ علم حدیث کے علاوہ تمام علوم میں مہارت کاملہ کے حامل تھے۔ اس علاقہ میں ان دنوں حدیث کی تدریس کا رواج نہ تھا اور زیادہ تر فقہ، تفسیر، منطق، فلسفہ اور دوسرے دینی علوم پڑھائے جاتے تھے۔ ان دنوں علوم ظاہری و باطنی کے طالب حضرت مولانا بہاؤ الدینؒ صاحب کے پاس آتے

اور آپ ان کی علمی و روحانی تشنگی دور کرتے تھے۔ مگر دوسرے

اولاد:۔

آپ کے چہار صاحبزادے تھے۔

(۱) مولانا شہاب الدین صاحب (المتوفی ۱۸۹۷ء)

(۲) شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب

(۳) مولانا گل دین رحمۃ اللہ علیہ

(۴) جناب محمد رکن الدین صاحب

آپکے شاگرد:

مولانا کریم اللہ دامانی کالپوری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء) عالم دامان علاقہ چھچھ اور استاذ العلماء والمشائخ مولانا غلام رسول رانجھا رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۵۱ھ ۱۹۳۳ء) انہی تحصیل پھالیہ والا ضلع منڈی بہاؤالدین آپ سے شاگرد مرید اور باطنی فیض یافتہ تھے۔ انہی شریف کے خاندان نے آخر تک اس علمی خاندان سے اپنے تعلق کو نبھایا۔

***

آپ کے پردادا مرحوم

مولانا سعد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نام و نسب:۔

حضرت مولانا سعد الدین بن محمد موسیٰ بن آخوند محمد بشارت رحمۃ اللہ علیہ کاکڑ قبیلہ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے جد بزرگوار سلطان محمود غزنوی (م ۴۲۱ھ / ۱۰۳۰ء) کے ہمراہ جہاد کی غرض سے برصغیر میں وارد ہوئے اور مجاہدانہ سرگرمیوں کے بعد وطن واپس جانے کی بجائے موضع غور غشتی علاقہ چھچھ میں آباد ہوگئے۔ اس خاندان میں علم و ارشاد کی سنہری روایات پشتوں سے وراثت میں چلی آرہی تھیں اور یہ زمانہ قدیم سے علم و مشیخت، فضل و کمال اور طریقت و معرفت، نیز ظاہری عزت و شوکت کے لحاظ سے ممتاز خاندان تھا۔

مقام و مرتبہ:۔

آپ ایک بلند پایہ علم اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ حضرت میاں عبدالغفور بن عبدالواحد المعروف آخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء) آپ کی بہت عزت کرتے تھے اور علاقہ چھچھ کے اپنے ارادتمندوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جب چھچھ میں آخوند سعد الدین موجود ہے تو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت ہے؟

سفر آخرت:۔

آپ نے غور غشتی میں رحلت فرمائی اور یہی آخری ارام گاہ پائی۔ فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَحْمَۃً وَّاسِعَۃً۔

اولاد:

آپکے صاحبزادے حضرت مولانا بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ (۳۰۹/ ۱۸۹۱ء) آپکے شاگرد اور خلیفہ وجانشین ہوئے اور اسطرح مولانا بہاؤالدین صاحبؒ کے صاحبزادہ حضرت مولانا نصیرالدین غورغشتوی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۸۸ھ ۱۹۶۹ء) ایک بلند مرتبہ عالم ہوئے۔

❊❊❊

تعلیم، تعلم

درس وتدریس

اساتذہ کرام

علم دین کی تحصیل

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق ایک ایسے علمی گھرانے سے تھا۔ جہاں بڑے بڑے مشاہیر علوم دینیہ کی تشہیر کرتے کرتے دنیا کو خیر باد کہہ چکے تھے۔ اور کچھ اب بھی موجود شائقین علوم دینیہ کی علمی پیاس بُجھانے کیلئے کوشاں تھے۔

اُن ہی میں آپکے والد گرامی حضرت مولانا شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے (جو کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھی اُستاد تھے) آپ نے ابتدأ والد محترم ہی سے علم دین حاصل کیا۔

چنانچہ نذیر رانجھا صاحب تحریر کرتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی کتابیں اپنے والد محترم والد بزرگوار سے غور غشتی میں پڑھیں اور بعد از اں دیگر علوم وفنون منطق، ریاضی، حکمت، فلسفہ، اصول وعقائد اور فقہ کی تکمیل کیلئے آپ مولانا شاہ سعید ساکن زروبی ضلع مردان کے پاس حاضر ہوئے جو علوم عقلیہ ونقلیہ میں مسلم اور اُستاد کل کی حیثیت رکھتے تھے۔ علمیت کا شہرہ برصغیر پاکستان وہند سے باہر ایران وخراسان اور مشرق بعید تک پھیلا ہوا تھا آپ نے چار سال تک اُن کے پاس رہ کر معقولات اور منقولات کی کتابیں پڑھیں۔

دورہ حدیث کیلئے سفر ہندوستان

آپ نے ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد علمی پیاس بجھانے کیلئے ہندوستان کا

سفر کیا اور دار العلوم دیوبند میں جا پہنچے یہاں دورہ حدیث پڑھنا شروع کیا اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) سے دورہ حدیث پڑھا۔ آپ اُن کے نامور شاگردوں میں شامل ہیں۔ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء) اور حضرت مولانا سیف الرحمٰن کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء) آپ کے ساتھ دورہ حدیث میں شریک اور ہم درس رہ چکے ہیں۔

تدریسی خدمات

نذیر رانجھا صاحب لکھتے ہیں آپ ہندوستان دیوبند سے سند فراغت پانے کے بعد ہندوستان کی ریاست مینڈو (علی گڑھ) میں مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے اور یہاں معقول شرح مطالعہ، شرح اشارات خیالی، ملاحسن وقطبی قاضی اور حمد اللہ وغیرہ پڑھاتے رہے۔

حضرت مولانا سیف الرحمٰن کابلی (۱۳۶۹۴ھ / ۱۹۵۰ء) کے ساتھ آپکے مراسم تھے جب وہ مدرسہ فتح پور کا دِہلی میں مدرس اعلیٰ بنے تو انہوں نے آپ کو بھی اس مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کیلئے دعوت دی آپ نے اُن کی دعوت کو قبول کرلیا اور ۳۲۔۱۳۳۱ھ میں مدرسہ شاہی فتح پوری دھلی میں آکر سلسلہ درس تدریس شروع کردیا۔ اور مدرس اعلیٰ مقرر ہوئے۔

اس واقعہ کی مزید تفصیل علامہ خان بہادر مارتونگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ مدرسہ فتح پور دھلی میں میرا امتحان داخلہ میبذی کے فصل

ابطال جزء لایتجزیٰ میں مولانا سیف الرحمٰن صاحب مرحوم نے خود لیا۔ اس موقعہ پر میں نے مولانا کے ہر سوال کا برجستہ جواب دیا۔ بعد میں حضرت مولانا صاحب اکثر اپنی مجالس میں ذہانت کے لحاظ سے مجھے برق خاطف کہتے تھے۔ امتحان داخلہ کے بعد مجھے داخلہ مل گیا یہ ۱۳۳۵ھ کی بات ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فنون کی اُونچی کتابیں پڑھنے کی غرض سے علمی طبقوں کا رُجحان مدرسہ عالیہ میور کی طرف بہت زیادہ تھا۔ ہمارے مولانا سیف الرحمٰن کابلی صاحب کی تجویز ہوئی کہ فتح پوری میں ایک ایسا جید معتمد معمر عالم لایا جائے جو طلبہ کا مرجع ہو اور مدرسہ کی طرف طلبہ کا رجحان پیدا ہو سکے اس تجویز کی بنا پر ”غور غشتی“ (چھچھ) کی مشہور علمی شخصیت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ۵۰ روپے ماہوار پر دعوت دی گئی۔ مولانا قطب الدین صاحبؒ ایک معزز علمی خاندان اور مہمان نواز گھرانے کے فرد تھے اور بے حد مقروض ہو گئے تھے اس لئے مجبوراً فتح پوری کی دعوت قبول کی ابھی یہاں مولانا مرحوم کو ایک سال ہی گذرا تھا کہ مدرسہ کے اطراف واکناف سے یہاں تک کہ لاہور سے بھی طلبہ کھچنے لگے اور فتح پور مدرسہ علمی لحاظ سے علوم وفنون کے لحاظ سے سارے ہندوستان کا مرکز بن گیا۔ کچھ عرصہ اس مدرسہ شاہی فتح پوری دہلی میں تدریس کرنے کے بعد وطن واپس لوٹے۔ چنانچہ نذیر رانجھا صاحب تحریر کرتے ہیں۔ کہ بالآخر آپ اپنے وطن لوٹ آئے۔ اول مدرسہ اسلامیہ چکوال میں تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ یہاں درس وتدریس کرتے رہے بعد ازاں مکھڈ شریف ضلع اٹک کے پیر صاحب کی دعوت پر اُن کے مدرسہ میں وارد ہوئے اور کافی مدت تک یہاں پڑھاتے رہے پھر اپنے گاؤں

غور غشتی آکر مستقل سکونت اختیار کر لی یہاں بھی درس وتدریس شروع کیا اور تادمِ آخر فی سبیل اللہ پڑھاتے رہے۔

راقم سے حضرت مولانا محبّ النبی ﷺ صاحب مہتمم مدرسہ مدنیہ لاہور نے بیان فرمایا۔ کہ میرے چچا حضرت مولانا عزیز عرف منشی اُستاد رحمۃ اللہ علیہ فاضل ڈابھیل جو کہ آپ کے شاگرد تھے نے بیان کیا کہ میں آپ کی خدمت میں ایک دفعہ حاضر ہوا آپؒ کی عمر اُسوقت سو سال سے تجاوز کر گئی تھی آپ باوجود کمزوری اور نقاہت کے کافیہ پڑھا رہے تھے۔ گاؤں میں درس وتدریس کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد کرہ خیل محلّہ کرہ خیل غور غشتی میں امامت خطابت بھی کرتے رہے۔

چنانچہ راقم سے محلّہ کرہ خیل کے سن رسیدہ بزرگوں نے بیان کیا کہ حضرت قریباً 20 بیس سال تک یہاں امامت کرتے رہے۔

علمی مقام

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ خداداد صلاحیت، ذہانت کے مالک تھے۔ درس وتدریس میں آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ بڑے بڑے علماء اور مشاہیر آپکی تدریسی قابلیت کے معترف تھے آپ نے جس مدرسے میں تدریس کی بحیثیت مدرس اعلیٰ کے آپ کا تقرر ہوا اور جہاں بھی آپ رہے علماء طلباء کا مرجع رہے علماء طلباء آپ سے استفادہ کی خاطر کھنچے چلے آتے تھے۔ جہاں یہ آپکو فنون کی بڑی بڑی کتابیں پڑھانے کی مہارت حاصل تھی وہی پر آپ ایک منجھے ہوئے شیخ الحدیث بھی تھے۔ چنانچہ آپ کے شاگرد رشید مولانا خان بہادر مارتونگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ مدرسہ فتح پوری دھلی

میں مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تدریس کے دوسرے سال مدرسہ کے اپنے طلبہ کے علاوہ ایک سو چالیس اُونچی استعداد کے طلباء رامپور وغیرہ سے یہاں جمع ہوگئے۔ مولانا سیف الرحمٰن صاحب اور مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر دو حضرات نے دورہ حدیث قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھا تھا اس زمانہ میں مشاہیر محدثین میں سے تھے لہٰذا دورہ حدیث کی کتابیں آپ پڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت مولانا صاحب علیل ہوگئے۔ اور بیماری ممتد ہوگئی تو آپ نے دورہ حدیث کے طلبہ کو حکم دیا۔ کہ میری بیماری کے دوران دورہ حدیث شریف کے اسباق مولانا قطب الدین صاحب سے شروع کریں۔ طلبہ نے حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ درخواست پیش کردی اور بتایا کہ مولانا نے اجازت دی ہے۔ تو حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتابوں میں اسباق کی جگہ معلوم کیے بغیر کہا کہ کل انشاء اللہ پڑھاؤں گا۔ کل تشریف لائے جگہ دریافت کی اور فی البدیہ کامل تحقیق مذاہب اور تفصیل احادیث نیز ترجیح مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں تقریر کی تو طلباء متحیر ہوگئے کہ ہم تو آپکو ایک فلسفی سمجھتے تھے مگر آپ تو احادیث کے بھی سمندر نکلے آپ سے دورہ پڑھنے کے بعد طلباء کی رائے یہ ہوئی کہ آپؒ حضرت مولانا سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تحقیقات فرمانے میں بڑھ کر ہیں۔ راقم سے حافظ عزیز الدین صاحب مرحوم (م ۱۳۲۹ء / ۲۰۰۸ء) نے بیان کیا کہ ۱۹۶۹ء میں حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ہوئی میں آپ

کی تدفین وغیرہ سے فارغ ہوکر کسی کام کی غرض سے حضرو جارہا تھا کہ راستے میں حضرت مولانا محمد مفتی عمر صاحب مرحوم کامل پورویسہ والے پیدل جارہے تھے میں نے انکو بھی تانگے پر سوار کرلیا۔ چلتے چلتے بہبودی کے قریب مجھ سے سوال کیا آپ عزیز الدین ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں تو مجھے گلے سے لگالیا اور فرمانے لگے میں جب مدرسے سے فارغ ہوکر آیا تو مجھے اپنے علم سے پور تشفی نہ تھی میں نے دوبارہ جاکر پڑھنے کا ارادہ کیا چنانچہ یہ بات میں نے آپ کے والد محترم قطب الاقطاب حضرت مولانا قطب الدین صاحبؒ کے سامنے کی حضرت مجھ سے فرمانے لگے باہر نہ جاؤ میرے پاس آجاؤ انشاء اللہ تشفی ہوجائیگی چنانچہ میں آپ کے پاس حاضر ہوگیا آپ نے فن کی کتابوں کے چند چند اوراق بندہ کو پڑھائے میں اُن چند اوراق کے پڑھنے سے مطمئن ہوگیا۔ اور مجھ تشفی ہوگئی اور مجھے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہ رہی۔

جامع المعقول والمنقول حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا

بطور مدرس مقام ومرتبہ

”معقولات کی تدریس“

اگرچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام علوم دینیّہ میں مہارت تامہ کاملہ عطاء فرمائی تھی تاہم معقولات میں تو آپ رحمۃ اللہ لاثانی مدرس تھے جو کتب بہت مشکل تھی وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ پڑھاتے تھے چنانچہ اسکی تصدیق امام الزاہدین شیخ التفسیر، حضرت مولٰنا قاضی زاہد الحسینی نوراللہ مرقدہٗ کے اس بیان سے ہوتی ہے لکھتے ہیں:

غور غشتی میں حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ کا درس اگر چہ کمیت کے اعتبار سے مختصر ہوتا مگر کیفیت کے اعتبار سے اس گناہ گار کے خیال میں بر صغیر میں لاثانی ہوتا تھا علوم عقلیّہ میں "صدرا" "شمس بازغہ" "حمد اللہ" "قاضی مبارک" کی تدریس جو اکثر علماء کرام کے ہاں ہوتی تھی مگر "شرح چغمینی" "سبع شداد" "بیست باب" اور اُسکی شرح "برجندی" کی تدریس پر صرف مولٰنا قطب الدین نوراللہ مرقدہٗ رونق افروز تھے جن کے حلقہ درس میں مولانا عبدالسلام قندہاری جیسے محقق عالم معقولات پیدا ہوئے۔([1])

❊ ❊ ❊

([1]) حیات مستعار ص ۱۳۹

تذکرۂ
اساتذۂ کرام

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام

اساتذہ کرام:۔

آپ کے اساتذہ میں آپکے والد گرامی اور حضرت مولانا سعید صاحب ساکن زروبی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اب تک تذکرہ ہوا ہے۔ آپکے والد گرامی کے متعلق تو میسر حالات آباؤاجداد کے ذکر میں مذکورہ ہیں اور حضرت مولانا سعید صاحب ساکن زروبی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولنا شاہ سید مولانا مردانی بن مولنا سعد الدین رحمۃ اللہ علیہم کے حالات ساتھ میں مذکور ہیں۔

(۱) قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

شیخ امام علامہ محدث رشید احمد بن ہدایت احمد بن پیر بخش بن غلام حسین بن غلام علی بن علی اکبر بن قاضی محمد اسلم انصاری حنفی رامپوری ثم گنگوہی محقق عالم اور مدقق فاضل تھے۔ صدق، عفاف، توکل اور دین پر استقامت میں ان جیسا ان کے زمانہ میں کوئی نہ تھا۔

۶/ ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ کو اپنے ننھیال کے ہاں گنگوہ میں پیدا ہوئے۔ اصلاً قصبہ رامپور ضلع سہارنپور کے تھے فارسی کے رسائل اپنے ماموں محمد تقیؒ اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں مولوی محمد بخش رامپوریؒ سے پڑھیں، پھر دہلی کا سفر کیا اور کچھ اسباق قاضی احمد الدین جہلمی سے پڑھے، پھر شیخ مملوک علی نانوتویؒ کی خدمت میں پہنچے اور

اکثر درسی کتابیں ان سے پڑھیں اور کچھ مفتی صدر الدین دہلویؒ سے بھی۔ حدیث اور تفسیر کا اکثر حصہ شیخ عبد الغنیؒ اور کچھ احمد سعید بن ابی سعید دہلویؒ سے پڑھا۔ یہاں تک کہ معقول ومنقول میں اپنے معاصرین سے بڑھ گئے اور پھر واپس گنگوہ آئے اور اپنے ماموں محمد تقی کی دختر خدیجہ سے شادی ہوئی، پھر سال میں قرآن مجید حفظ کیا پھر طریقت کی تحصیل شیخ اجل امداد اللہ بن محمد امین صاحب تھانویؒ سے کی۔ ان کی خدمت میں رہ کر، پھر گنگوہ میں صدارت تدریس پہ فائز ہوئے۔ اسی دوران ۱۲۷۶ھ میں انگریز حکومت کے خلاف کام کرنے کی پاداش میں چھ ماہ مظفر نگر کی جیل میں رکھے گئے۔ جب کافی ثبوت نہ ملا تو بری کر دیئے گئے۔ پھر ایک زمانہ تک درس وتدریس اور افادہ کا سلسلہ جاری رہا۔

۱۲۸۰ھ میں حجاز گئے اور اپنے شیخ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحبؒ سے ملے، حج کیا پھر مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ وہاں اپنے استاذ شیخ عبد الغنی صاحب سے بھی ملے۔ پھر ہند واپس آکر تدریس میں مشغول ہوگئے۔

دوبارہ ۱۲۹۴ھ میں حجاز کا سفر کیا۔ اس مرتبہ آپ کے ہمراہ نیک لوگوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان میں مولانا محمد قاسم صاحبؒ، شیخ محمد مظہر صاحبؒ، شیخ یعقوب صاحبؒ، شیخ رفیع الدین صاحبؒ، شیخ محمود حسن دیوبندی صاحبؒ، مولانا احمد حسن کانپوری صاحبؒ اور دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ شامل تھے۔ اپنے والدین میں سے کسی ایک کے لئے حج کیا اور پھر ۲۰ روز تک مدینہ منورہ میں قیام کیا۔ اپنے شیخ عبد الغنی صاحبؒ سے ملے اور پھر مکہ مکرمہ واپس آکر پورا ایک مہینہ حضرت حاجی

امداداللہ کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کرتے رہے ۔ پھر واپس آکر گنگوہ میں تدریس جاری رکھی۔

۱۲۹۰ھ میں پھر حجاز گئے اور اپنے والدین میں سے کسی ایک کے لئے حج کیا۔ مدینہ منورہ گئے اپنے شیوخ سے مل کر واپس ہند آگئے اور پھر گنگوہ سے ایک دوبار کے علاوہ کبھی کہیں نہیں گئے حجاز سے آخری حاضری کے بعد اپنے اوقات صحاح ستہ کی تدریس کے لئے فارغ کر لئے ۔ ایک سال میں یہ تمام حدیث کی کتابیں پڑھانے کا معمول تھا۔ پہلے ترمذی شریف پڑھاتے۔ اس میں متن اور اسناد کی تحقیق میں پور توجہ فرماتے۔ پھر ابوداؤد اور صحیح بخاری و مسلم نسائی ابن ماجہ کا درس دیتے تھے۔ تالیف کی طرف زیادہ توجہ نہ تھی۔ پھر بھی چند تصانیف تصفیۃ القلوب امداد سلوک، ہدایۃ الشیعہ ، زبدۃ المناسک، ہدایۃ المعدی، سبیل الرشاد براہین قاطعہ اور اختلافی مسائل میں بعض رسائل۔ آپ کے مکتوبات کا بھی ایک مجموعہ آپ کے احباب نے جمع کیا ہے ۔ اور فتاوی کا مجموعہ تین جلدوں میں ہے ۔ آپ کے تلمیذ رشید مولانا محمد یحیٰی بن اسماعیل کاندھلوی صاحبؒ نے جامع ترمذی کے درس میں آپ کے افادات کو لکھ کر ”کوکب الدری“ کے نام سے طبع کرایا اور اپنی تعلیقات کے ساتھ ”لامع الدراری“ کے نام سے چھپوایا۔

آپ تقویٰ اتباع سنت ، شریعت پر استقامت ، بدعات کے استیصال سنت کے پھیلانے اور شعائر اسلام کے بلند کرنے اور دین کے معاملہ میں کسی کی پروانہ کرنے میں اللہ کی نشانی تھے۔ علم و عمل مریدین کی تربیت اور تزکیہ نفوس کی ریاست

ان پر منتہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے شاگرد اور خلفاء دیئے کہ اس زمانہ میں ان جیسوں کا وجود بہت کم تھا۔ وہ بھی دین کے معاملہ میں آپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔

آپ کے کبار خلفاء میں شیخ خلیل احمدؒ سہارنپوری، شیخ محمود حسن دیوبندی، شیخ عبدالرحیم رائے پوری اور شیخ حسین احمد فیض آبادی مدنی رحمہم اللہ اجمعین ہیں اور مشہور ترین شاگردوں میں شیخ محمد یحیٰی کاندھلوی صاحبؒ، شیخ ماجد علی المانوی صاحبؒ اور شیخ حسین علی الوانی صاحب رحمہم اللہ اجمعین اور دیگر حضرات ہیں۔ جمعہ کے دن اذان کے بعد ۸ / جمادی الآخرہ ۱۳۲۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

مولانا محمد میاں تحریر فرماتے ہیں۔

”آپ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحبؒ قدس سرہ کے رفیق اور مخلص دوست تھے۔ زمانہ طالب علمی سے ساتھ ہوا جو آخر تک قائم رہا۔ حجۃ الاسلام علم کلام کے امام ہیں اور حضرت امام ربانی فقہ وحدیث کے آپ نے مسائل فقہیہ کو احادیث پر منطبق کرکے درس حدیث کا ایک ایسا طرز قائم فرمایا جو یقیناً بے نظیر اور بہت زیادہ ضروری تھا“۔

حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے۔

”امام ربانی نہ صرف مذاہب ابوحنیفہ کے ماہر تھے۔ بلکہ چاروں مذاہب کے فقیہ تھے۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو چاروں مذہبوں کا ماہر ہو“۔

یہ دونوں بزرگ ۱۸۵۷ء میں حضرت حاجی صاحب (امداداللہؒ) کے وزیر اور

تحریک کے روح رواں تھے ۔ انتظامی تحریک پر امام ربانی گرفتار کئے گئے ۔ مگر درحقیقت یہ قدرت کا کرشمہ تھا کہ اس تمام سرگرمی کے باوجود خداوند عالم نے نجات دلادی ۔ ابھی مقدمہ پیش تھا کہ عام معافی کا اعلان ہو گیا۔ تاہم چھ ماہ تک حوالات یا جیل خانہ رہنا پڑا۔

جب دارالعلوم دیوبند کی تحریک شروع ہوئی تو آپ اس کے سربر آوردہ رکن تھے ۔ حضرت حجۃ الاسلام (مولانا محمد قاسمؒ) کے مشیر خاص تھے ۔ ان کی وفات کے بعد دارالعلوم کے سرپرست مقرر کئے گئے۔

مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ لکھتے ہیں۔

”آپ دارالعلوم کے بانیوں میں ہیں اور سربراہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔“

دینی خدمات:۔

علم حدیث، فقہ اور تصوف سے بہت زیادہ شغف رہا۔ ہزارہا انسانوں نے آپ سے استفادہ حاصل کیا۔ آپ نے علماء کی دینی تربیت فرمائی اور انہیں دین کے بارے میں اتنا راسخ اور مستحکم بنادیا کہ ان افراد پر کوئی بھی فتنہ اثرانداز نہ ہوسکا۔

سیاسی خدمات:

۱۸۵۷ء کے انقلاب میں حضرت نانوتویؒ کے دوش بدوش قائدانہ حصہ لیا اور نو ماہ تک اسیر رہے ۔ جن لوگوں نے ان سیاسی اور جہادی خدمات پر پردہ ڈالنا چاہا ہے خواہ اپنی لاعلمی اور معاملات سے بے خبری کی بنا پر یا اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے ان کی

مصلحت اندیشی لَا یَعْبَأُ بِهٖ اور باخبر لوگوں کے نزدیک لغو ہے۔

پروفیسر عبدالقیوم صاحب لکھتے ہیں۔

”مولانا رشید احمد گنگوہی صاحبؒ جو مفتی صدرالدین صاحب آزردہؒ مولانا مملوک علی نانوتوی صاحبؒ اور شاہ عبدالغنی دہلویؒ کے تلامذہ اور دارالعلوم دیوبند کے بانیوں اور سرپرستوں میں سے تھے ۔ اپنے عہد کے ایک عالم باعمل اور صوفی تھے ۔ آپ نے عربی واسلامی علوم پر اردو میں بہت کام کیا ہے۔ ۱۹۰۵ء میں آپ کی وفات ہوئی اور براہین قاطعہ ، ہدایۃ المعتدی اور سبیل الرشاد وغیرہ آپ کی اہم مؤلفات ہیں“۔

ڈاکٹر زبید احمد لکھتے ہیں کہ :

”عہد انگلیسی میں یہاں دیوبند اور ندوۃ العلماء یکے بعد دیگرے تعلیم علوم اسلامیہ وعربیہ کے مرکز بنے ۔ مولانا محمد قاسم صاحب ، رشید احمد گنگوہی صاحب، محمود الحسن، اشرف علی تھانوی صاحب، شبیر احمد عثمانی صاحب، انور شاہ صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ آسمان علم وفضل کے شموس واقمار تھے۔ جو دیوبند کے مطلع سے چمکے۔ موجودہ علمائے دیوبند میں جناب حسین احمد مدنی صاحبؒ، مولانا حفظ الرحمٰن صاحبؒ وغیرہ کے برکات علم وفضل تمام اطراف ہندوستان کو گھیرے ہوئے ہیں۔ یہی فیض پاکستان میں مفتی محمد شفیع صاحبؒ، جناب ظفر احمد صاحبؒ اور مولانا احتشام الحق صاحبؒ وغیرہ سے جاری ہے۔

ان سے پہلے ذوالفقار علی دیوبندیؒ ادیب ماہر گزر چکے ہیں۔ جن کا اردو ترجمہ

حماسہ وغیرہ کافی مشہور ہے۔ حیدر آباد میں مولانا مناظر حسن صاحبؒ بھی ایک بلند پایہ عالم ہیں"۔

دائرہ معارف اسلامیہ کے مقالہ نگار مولانا نسیم احمد فریدیؒ صاحب لکھتے ہیں۔

"رشید احمد گنگوہی مشہور محدثؒ مولانا ہدایت احمد انصاری گنگوہی صاحبؒ کے فرزند تھے۔ انکے والد جید عالم تھے ۱۲۵۲ھ میں اُنکا انتقال ہو گیا۔ رشید احمد کی عمر اس وقت سات سال تھی۔ باپ کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد ان کے دادا نے ان کی تربیت کی۔ ان کی والدہ ایک راسخ العقیدہ، دین دار اور پرہیز گار خاتون تھیں۔ بچپن ہی سے رشید احمد صاحب میں نیکی اور عظمت کے آثار نمایاں تھے۔ وہ بہت خوش الحاں تھے۔ انہوں نے فارسی، کرنال میں اپنے منجھلے ماموں مولوی محمد تقیؒ سے پڑھی، جو فارسی کے مسلم الثبوت استاد تھے۔ فارسی کی تکمیل کے بعد عربی کا شوق ہوا۔ صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں محمد بخش رامپوری سے پڑھیں۔ صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھنے کے بعد انہی کی ترغیب سے علوم درسیہ کی تکمیل کے لئے ۱۲۶۱ھ میں سترہ سال کی عمر میں دہلی گئے اور وہاں مولوی قاضی احمد الدین جہلمیؒ کی شاگردی اختیار کرلی۔ اس کے بعد مولانا مملوک علی نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوئے جو اس وقت دہلی کالج (اجمیری دروازہ دہلی) کے مدرس اول تھے۔ یہ بھی ہم سبق ہو گئے اور آپس میں ایسا تعلق پیدا ہوا کہ آخری وقت تک ہر جدوجہد میں رفیق رہے۔ دارالعلوم دیوبند کی تاسیس واہتمام میں بھی باہمی تعاون رہا۔ انہوں نے مفتی صدرالدین صاحب سے بھی اکتساب علم کیا اور حدیث شاہ عبدالغنی مجددی صاحبؒ سے پڑھی۔ درسیات سے فارغ

ہو کر انہوں نے قرآن مجید حفظ کیا۔ تحصیل علم کے بعد مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہ سے تھانہ بھون آئے اور حضرت حاجی امداد اللہ تھانویؒ سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے کچھ عرصہ وہیں رہ کر اپنے مرشد کی رہنمائی میں تمام منازل سلوک طے کیں اور چاروں سلسلوں کی اجازت وخلافت حاصل کی۔

غلام قادر گرامی نے ان کی شان میں یہ رباعی کہی ہے۔

خاک گنگوہ را نوید است رشید　　گنجینہ فقر را کلید است رشید

امداد اللہ مہاجر مکی را　　اللہ اللہ عجیب مرید است رشید

۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء میں وہ تحریک آزادی میں حصہ لینے کے الزام میں گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالات میں رکھنے کے بعد رہا کر دیے گئے۔ انہوں نے تین مرتبہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔

۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۸ء سے ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء تک، صرف چند سال چھوڑ کر تقریباً پچاس برس انہوں نے گنگوہ میں تفسیر، حدیث اور فقہ کا درس دیا اور بڑے بڑے ذی استعداد طلبہ نے ان سے سند حدیث حاصل کی۔

۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۵ء کے بعد ان کی بصارت جاتی رہی۔ پھر وفات تک درس وتدریس کی بجائے اصلاح باطن اور تربیت مریدین میں مشغول رہے۔

مولانا رشید احمد صاحبؒ کی زندگی سراپا سنت تھی۔ انہوں نے درس حدیث نبوی ﷺ کے لئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا۔ ان کے درس حدیث سے تین سو سے زائد جید علماء فیض یاب ہوئے جنہوں نے ملک اور بیرون ملک میں علم حدیث کی

اشاعت کی۔ ان میں بڑے بڑے علماء کے نام شامل ہیں۔

سلسلۂ طریقت کے خلفاء میں بھی سربرآوردہ علماء کے نام ملتے ہیں۔ مثلاً شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندیؒ (مدرس اول دارالعلوم دیوبند) شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری۔ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی صاحب (مؤقف بذل المجہود، شرح ابوداؤد) مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وغیرہ۔

علامہ محمد قاسم نانوتویؒ اور رشید احمدؒ ۱۸۵۷ء میں شاملی اور تھانہ بھون وغیرہ میں جہاد حریت کے علمبردار رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی سرپرستی میں بڑے بڑے کارنمایاں کرچکے تھے۔ برطانوی دور میں وہ خاص طور سے معتوب رہے۔ لیکن خدا نے گزند سے ہمیشہ محفوظ رکھا۔

مولانا رشید احمد صاحبؒ چاروں طریقوں میں بیعت کرتے تھے۔ لیکن عام تعلیم چشتیہ صابر طریقے کی تھی (دیکھئے سید حسین احمد مدنی صاحبؒ مکتوبات ۱۹۶۱ مطبع معارف اعظم گڑھ)

۱۲ یا ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ھ کو وہ نوافل ادا کرنے حجرے میں گئے۔ جہاں پاؤں کی دو انگلیوں کو ناخن سے ذرا نیچے کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا، جس کی شدت سے بخار ہو گیا۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور باختلاف روایت ۸ یا ۹ / جمادی الاخری ۱۳۲۳ھ / ۱۱، اگست ۱۹۰۵ء کو بعد از نماز جمعہ وفات پاگئے۔ تذکرۃ الرشید میں ان کی کم و بیش پندرہ تصانیف کا ذکر آیا ہے۔ (جملہ صحاح ستہ پر آپ کی تقریریں ضبط کی گئی ہیں۔ جن میں سے جامع الترمذی پر الکوکب الدری دو جلدوں میں

شائع ہو چکی ہے۔ ایک اور تقریر اردو میں الشیخ الشذی کے نام سے طبع ہو چکی ہے۔) مکاتیب اور فتاویٰ کے مجموعے بھی ہیں۔

(ماخذ، تذکرۃ الرشید ۲، ۳۲۹ تا ۳۳۳، ۲۔ محمد ادریس نگرامی تذکرۃ علمائے حال ص ۲۶، ۲۷ مطبع نول کشور، لکھنؤ ۱۸۹۸ء، ۳۔ عبدالحی، نزہۃ الخواطر ج ۸، ۴۔ عبدالرشید، بیس بڑے مسلمان، لاہور، ۵۔ ظفر احمد عثمانی، سلسلہ شاہ ولی اللہ کی خدمت حدیث اور معارف، اعظم گڑھ جون ۱۹۴۴ء) نسیم احمد فریدی وادارہ۔

* * *

فہرست خلفاء مجازین

☆مولانا حافظ خلیل احمد انبیٹھویؒ ☆مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

☆مولانا حافظ عبدالرحیم رائے پوریؒ ☆مولانا صدیق احمد انبیٹھویؒ۔

☆مولانا محمد روشن خان مراد آبادیؒ

☆مولانا مولوی محمد صدیق مہاجر مدنیؒ

☆مولانا حسین احمد مدنیؒ ☆مولانا سید احمد مہاجر مدنیؒ

☆مولانا حکیم محمد اسحاق نہٹوریؒ

☆مولانا حافظ محمد صالح نکودر ضلع جالندھرؒ

☆مولانا قدرت اللہ مراد آبادیؒ ☆مولانا عبدالصمد پانی پتیؒ

☆مولانا حکیم محمد صدیق مرادآبادیؒ ☆مولانا حافظ یٰسین نگینویؒ

☆مولانا صدیق احمد کاندھلویؒ

☆نمبردار الحاج نصیر الحق کاندھلویؒ

☆مولانا محمد اکرم صاحبؒ (گرسہائے) ☆شیخ عبدالغفور جے پوریؒ

☆مولانا مخلص الرحمٰن بنگالی ☆مولانا رمیض احمد بنگالیؒ

☆مولانا ضمیرالدین بنگالیؒ ☆مولانا عبدالباری بنگالیؒ

☆قاری محمد ابراہیم بنگالیؒ ☆مولانا عبداللطیف بنگالیؒ

☆مولانا صادق الیقین کرسویؒ ☆مولانا محمد مظہر نانوتویؒ

☆مولانا داؤد احمد گنگوہیؒ ☆مولانا قادر علی دہلویؒ

(۲)شاہ سید مولانا مردانی

آپ مولانا سعد الدین صاحب کے گھر "زروبی" تحصیل صوابی ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علاقہ میں حاصل کی۔ تکمیل کے بابت ابھی تک تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔

قاضی القضاۃ:۔

آپ ایک عرصہ تک بھوپال کے "قاضی القضاۃ" کے منصب پر فائز رہ کر خدمات انجام دیتے رہے، پھر واپس وطن آئے اور آبائی قصبہ میں اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کے ممتاز تلامذہ میں مولانا قطب الدین غور غشتوی، مولانا عبدالجمیل صاحب طوروی و مولانا محمد اسماعیل طوروی مردانی، مولانا عبدالحکیم ڈاگئی، مولانا سیف الرحمٰن پشاوری مہاجر کابل، مولانا پردل خان دہلوی، مولانا عبدالسلام قندہاری اور مولانا غلام رسول صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند شامل ہیں۔

صوفیانہ مسلک:۔

آپ صاحب سوات مولانا عبدالغفور صاحب کے خلیفہ تھے۔ وہ آپ کو اور آپ کے دوسرے بھائی شاہ غریب کو "سمے کے شیر" کہا کرتے تھے۔

اولاد:۔

اولاد میں محمد، احمد اور محمود تین فرزند تھے جو مولانا سیف الرحمٰن مہاجر کابل کے شاگرد تھے اور علاقے کے اچھے علماء میں سے تھے۔

حضرت مولانا قطب الدین

رحمۃ اللہ علیہ

کا

صوفیانہ مسلک

صوفیانہ مسلک

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس گھر میں پروان چڑھے وہ علماء، فضلا، مشائخ کا دار تھا جہاں علمی، روحانی ماحول تھا۔

اس ماحول نے آپکے علم و عمل اور روحانیت کو نمو بخشا چنانہ آپؒ نے علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ تصفیہ باطن کیلئے حضرت میاں شیر محمد شرق پوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۴۷ھ) کا انتخاب فرمایا اور بیعت کی ایک روایت کے مطابق اُنہوں نے بیعت کے ساتھ ہی آپکو خلعت خلافت سے بھی نواز دیا تھا اس لحاظ سے آپؒ اُنکے خلیفہ مجاز ہوئے۔

تاہم اس بارے میں کوئی زیادہ معلومات حاصل نہ کی جاسکتی ہے۔

(واللہ اعلم)

٭٭٭

حضرت اقدس شیخ العلماء والفقراء جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا قطب الدین

رحمۃ اللہ علیہ

کے پیر و مرشد

حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ

آپ خانقاہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مکان شریف ضلع گوجرانوالہ سے فیضیاب تھے۔ پنجاب میں اولیائے سلف کا نمونہ تھے۔

عاشق ربانی شیر یزدانی حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ اپنے وقت میں مکان شریفی سلسلے کے آفتاب تھے آپ خواجہ امیر الدین صاحب کوٹلویؒ کے مرید باصفا اور خلیفہ اعظم تھے ۔ حضرت خواجہ امیر الدینؒ قطب ربانی حضرت سید امام علی شاہ صاحبؒ کے مرید باصفا اور قدوۃ الابرار حضرت سید صادق علی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ اپنے نقشبندی مشائخ کرام کے قدم بقدم سنت نبویہ ﷺ پر عامل تھے۔ بات بات پر فرماتے کہ ہم فقیری وفیری نہیں جانتے۔ ہم تو صرف اتباع نبی کریم ﷺ کو اپنا فرض خیال کرتے۔(مقدمہ خزینہ معرفت ص ۱۷) جس طرح خود معمولات اور اتباع سنت پر عزیمت رکھتے تھے اسی طرح سب یاران طریقت اور جاں نثارانِ الفت سے توقع فرماتے تھے اگر کسی کو اس کے برخلاف دیکھ پاتے تو پوری طیش میں آکر تنبیہ فرماتے۔(خزینہ معرف ص:۱۸۵)

”ایک دفعہ حضرت میاں صاحبؒ مکان شریف تشریف لے گئے وہاں ایک شخص کو مزار پر سجدہ کرتے دیکھا وہ شخص الٹ کر گر پڑا۔ آپ جس مزار پر جاتے قبر

کو ہاتھ تک نہ لگاتے۔ چپکے کھڑے رہتے یا بیٹھ جاتے۔ شریعت کے خلاف کوئی حرکت دیکھتے تو نہایت غصے میں آجاتے۔

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب حاضر ہوئے اور تغیر زمانہ کی گفتگو ہونے لگی تو مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حدیث شریف میں بھی ایسا ہی آتا ہے کہ قیامت کے وقت مسجدیں بہت ہوں گی اور نمازی کم اور فسق وفجور کا اس قدر ہوگا کہ اسلام کا صرف نام ہی رہ جائے گا۔ حدیث شریف کے مطابق سب کچھ ہوگا ہی۔ آپ نے فرمایا۔ ”مولوی صاحب اگر نہر جاری ہو اور اس میں جابجا سوراخ ہو کر پانی ادھر ادھر بہنا شروع ہو جائے تو کدال لے کر ان سوراخوں کو بند کرنا چاہیے یا زیادہ فراخ کرنا چاہیے“۔

یہ سن کر مولوی صاحب حب حیران ہوئے اور جواب دیا کہ اس حالت میں تو سوراخوں کو بند کرنا چاہیے۔ تب آپ نے فرمایا۔

”اس وقت سنت کی نگرانی کی سخت ضرورت ہے ایسے گئے گزرے وقت میں جو شخص سنت کی نگرانی کرے گا حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ قیامت کو میرے ساتھ ہوگا، بلکہ اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا“۔ (خزینہ معرفت ص:۱۴۲)

مشرب عالی!

ایک دفعہ کا ذکر ہے بندہ حضرت میاں صاحبؒ کے ہمراہ مکان شریف عرس کے موقع پر گیا سردی کا موسم تھا بعد نماز عشاء آپ ایک مکان پر تشریف فرما ہوئے اور تمام یار مراقبہ اور ذکر میں مشغول تھے۔ لاہور کا ایک نعت خواں آیا۔ اس نے

نعت پڑھنے کی اجازت چاہی۔ آپ نے نیم رضامند ہو کر اجازت دے دی۔ جب اس نے نعت پڑھی تو بعد میں آپ نے بندہ سے فرمایا کہ میں کیا کروں کہ اس کے پڑھنے سے میری طبیعت بدل گئی۔ پھر آپ نے مسجد میں نعت خوانی اور غزل خوانی بند کردی۔ اس سے پہلے آپ کی مسجد میں نعت خوانی، غزل خوانی ہوا کرتی تھی اور آپ سنا کرتے تھے اور خود بھی بہت شعر پڑھا کرتے تھے۔

آپ نعت خوانوں کو نعت کی کاپیاں لکھ کر دیا کرتے تھے۔ جب آپ کا مشرب تبدیل ہو گیا تو آپ کی مجلس شعر واشعار سے خالی ہو گئی اور آپ ہر وقت قال اللہ قال الرسول ﷺ ہی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی تعریف نظموں اور لفظوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ہر حال میں ہے۔ تم ایسے بن جاؤ کہ تمہارا ہر فعل، ہر قول، ہر حرکت، ہر عمل وسنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہو۔ بعض بے سمجھ کہہ دیتے کہ یہ مسجد وہابیوں کی ہے۔ (خزینہ معرفت ص:۳۱۷)

مشرب عالی کی اس تبدیلی نے حضرت میاں صاحب کو اتباع سنت نبوی ﷺ کے اس مقام رفیع پر فائز کر دیا جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا خاص حصہ ہے۔ لیکن اہل بدعت کب خاموش رہ سکتے تھے انہوں نے حسب عادت حضرت میاں صاحب کو وہابی اور ان کی مسجد کو وہابیوں کی مسجد قرار دیا۔

حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ مسلکاً و مشرباً نقشبندی مجددی تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے انہیں بے پناہ عقیدت وارادت تھی اور انہی کے نقش قدم پر چلنے کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام ربانی کے مکتوبات

مبارکہ سے ان کا مسلک اتباع سنت وتردید بدعت واضح کر دیا جائے۔

حضرت مجددؒ اپنے فرزند اور ارجمند شیخ محمد صادقؒ سرہندی کو تحریر فرماتے ہیں۔ ”نور سنت کو ظلمات بدعت نے (اس وقت) مستور کر رکھا ہے اور رونق ملت مصطفویہ ﷺ کو کدورات امور محدثہ نے ضائع کر رکھا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ (مسلمانوں کی) ایک جماعت ان بدعات کو امور مستحسنہ میں سے سمجھتی اور حسنات شمار کرتی ہے۔ نیز تکمیل دین ان بدعات کے ذریعے ڈھونڈ رہی ہے اور ان امور بدعت کو ادا کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ اس جماعت کو شاید معلوم نہیں کہ دین تو ان بدعات کے ظہور سے پہلے ہی کامل ہو چکا ہے نعمت خداوندی تمام ہو چکی اور دین اسلام کو حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی“۔

حضرت میاں صاحبؒ اتباع سنت وشریعت کو بے حد ملحوظ رکھتے تھے۔ اسی قدر مشترک کی وجہ سے انہیں اپنے معاصر علماء ومشائخ میں بزرگان دیوبند کے ساتھ ایک خاص تعلق خاطر تھا چنانچہ ”خزینہ معرفت“ کے باب ۱۲ میں ”ذکر مخلصین“ کے تحت حضرت میاں صاحب کا مشہور الہامی جملہ ”یوبند میں چار نوری وجود بطور عنوان مندرج ہے۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب مؤقف ”خزینہ معرفت“ کی موجودگی میں حضرت میاں صاحبؒ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا تھا صوفی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ”مولانا مولوی انور علی شاہ صاحب“ ”صدر مدرسہ دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب“ ”مہاجر لاہوری شرقپور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحبؒ کو بڑی ارادت

سے ملے۔ آپ ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور حضرت شاہ صاحبؒ خاموش بیٹھے رہے۔ پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحبؒ کو بڑی عزت سے رخصت کیا۔ موڑ کے اڈے تک خود سوار کرانے کے لئے ساتھ تشریف لائے۔ شاہ صاحب نے میاں صاحبؒ سے کہا ”آپ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں“۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور رخصت کر کے واپس مکان پر تشریف لے آئے۔ بعد ازاں آپ نے بندہ سے فرمایا ”شاہ صاحب بڑے عالم ہو کر اور پھر میرے جیسے خاکسار سے فرما رہے تھے کہ میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں اور میاں صاحب نے فرمایا ”کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں۔“ ان میں سے ایک شاہ صاحبؒ ہیں۔ (ص: ۳۸۴)

مولانا محمد بہاؤالحق قاسمی مدظلہ نے اپنے رسالہ ”اسوۂ اکابر“ میں مولانا عبدالحنان ہزاروی سابق خطیب آسٹریلیا مسجد لاہور ریلوے سٹیشن (بعدہ خطیب صدر راولپنڈی) تلمیذ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی زبانی اس واقعہ کی کچھ تفصیل لکھی ہے۔ فرماتے ہیں۔ ”مولانا عبدالحنان صاحب ہزاروی“ خطیب صدر راولپنڈی نے مجھ (راقم الحروف قاسمی) سے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت علامہ محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ دیوبند سے کشمیر جاتے ہوئے رونق افروز لاہور ہوئے (مولانا عبدالحنان صاحب اس سفر میں شاہ صاحبؒ کے ہمراہ تھے) تو حضرت میاں صاحب شرقپور کے متوسلین میں سے ایک صاحب نے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حضرت میاں صاحب کے شوق ملاقات کا تذکرہ کیا تو شاہ صاحب نے سفر کشمیر سے واپسی پر شرقپور شریف تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا اور جب آپ کشمیر سے واپس

لاہور تشریف لائے تو ان ہی صاحب نے وعدہ کی یاد دہانی کرائی چنانچہ آپ شرقپور تشریف لے گئے۔ اس سفر میں بھی مولانا عبدالحنان صاحب کو حضرت شاہ صاحب کی ہمراہی کا شرف حاصل رہا۔ حضرت میاں صاحب نے حضرت شاہ صاحبؒ کے ساتھ انتہائی اکرام واحترام کا معاملہ فرمایا بلکہ حضرت شاہ صاحب کو چند نقد روپے اور چند کپڑے بھی بطور ہدیہ پیش کئے اور رخصت کے وقت سواری پر سوار کرنے کے لئے باہر تک تشریف لائے"۔(اسوۂ اکابر ص ۲۰ تا ۳۰)

خود مولانا عبدالحنان ہزارویؒ نے اپنے ایک مضمون میں اس واقعے کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے یہ مضمون ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے ماہ جون ۱۹۶۲ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا۔ فرماتے ہیں۔۔۔"حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری" کی خدمت میں حضرت انور شاہ کشمیریؒ کی ہمرکابی میں حاضری ہوئی تو اس وقت میاں صاحب کی بالائی منزل پر تشریف فرماتھے۔ حضرت کے خدام نے حضرت شاہ صاحبؒ سے عرض کیا کہ حضرت میاں صاحب کا طریقہ یہ ہے کہ آپ جب اوپر سے تشریف لاتے ہیں تو بیٹھے ہوئے مہمان ان کے استقبال واکرام کو کھڑے نہیں ہوتے آپ خود ان کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں۔"

حضرت شاہ صاحبؒ فرمایا کہ ویسا ہی کریں گے جیسا میاں صاحب کا طریقہ ہے ۔چنانچہ حضرت میاں صاحبؒ اطلاع ہونے پر تشریف لائے اور حضرت شاہ صاحب کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے مصافحہ کیا پھر چار پانچ منٹ تک خاموش رہے پھر فرمایا۔

"میں خداوند کریم کا شکریہ کس زبان سے ادا کروں جس نے ایک مدت کی تمنا کو آج پورا کر دیا"۔ اس کے بعد حضرت میاں صاحبؒ نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ اور دیگر اکابر علماء دیوبند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان حضرات کو اب کہاں ڈھونڈھیں"۔

آپ نے حضرت شیخ الہندؒ کے ایک خط کا بھی ذکر کیا اور فرمایا۔

"میرے پاس موجود محفوظ ہے"۔

حضرت میاں صاحبؒ نے دو کپڑے (کرتہ، تہبند، شاید پگڑی بھی لیکن پورا یاد نہیں) اور پانچ روپے کرتے کی جیب میں ڈال کر حضرت شاہ صاحب کو ہدیہ پیش کیا۔ اور ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت شاہ صاحب کو رخصت کرنے کے لئے بنفس نفیس موزوں کے اڈہ تک تشریف لائے۔(ص ۳۸)

اڈے سے اپنی خانقاہ کو لوٹتے ہوئے حضرت میاں صاحبؒ نے "دیوبند میں چار نوری وجود" والا الہامی جملہ ارشاد فرمایا۔ جو اس وقت موجودہ بہت سے لوگوں نے سنا "خزینہ معرفت" کی اشاعت اول ۱۳۵۰ھ میں یہ ملفوظ مبارک موجود ہے۔

بعد کی اشاعتیں جناب میاں غلام احمد صاحبؒ اور جناب میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری کے اہتمام سے ہوئی ہیں۔ انہوں نے یہ اور چند دیگر ملفوظ مبارک اس کتاب میں سے حذف کر دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ "خزینہ معرفت" حضرت میاں صاحب شرقپوری قدس سرہٗ کے یارِ غار مولانا صوفی محمد ابراہیم صاحب قصوری نقشبندیؒ کی تالیف ہے اور حضرت

میاں صاحبؒ کے خلیفہ حضرت مولانا محمد عمر بریلویؒ نے اس کی عبارت حاشیہ اور ترتیب کا کام انجام دیا تھا۔(خزینہ معرفت ص:۴)

انسانی کلام میں ترمیم و تنسیخ کا شکوہ کیا کیجئے کہ قرآن حکیم سے پہلے کے صحف آسمانی میں کیا کیا قطع وبرید سے کام نہیں لیا گیا۔

حضرت میاں صاحب قدس سرہ کے خلفاءِ کرام کو ان کی فراست وبصیرت ایمانی اور صدق مقال و تاثیر کلام پر پورا اعتقاد ویقین ہونا چاہیے ۔ خدا گواہ اپنا تو یہ عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ ولی کی زبان سے نکلا ہوا یہ الہامی جملہ۔

"دیوبند میں چار نوری وجود"

کسی کو مٹائے نہ مٹ سکے گا۔ع
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

انجمن ارشادوالمسلمین لاہور قال صدر مبارک باد ہے کہ اب اسے خزینہ معرفت کا مکمل وغیر محرف نسخہ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے اللہ تعالیٰ انجمن کے کارپردازوں کو بہترین جزاءسے نوازے۔

الغرض آپ ایک ولی کامل تھے اور ۱۳۴۷ھ میں وصال فرمایا تھا۔

(ماخوذ ماہنامہ الرشید لاہور)

* * *

حب الٰہی وحب الرسول ﷺ

ہر کلمہ گو مسلمان حق جل شانہٗ اور حضرت محمد ﷺ کا محبّ ہوتا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔(پارہ۲)

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف یہ کہ کلمہ گو بلکہ بہت بڑے عالم دین ناشر دین صدی بھر دین کی خدمت کرتے رہے یہ سب کچھ اللہ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت ہی سے تھا۔

ٹپکتی ہے نگاہوں سے برستی ہے اداؤں سے
محبت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

بصیرت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار عالی شان اصحابِ بصیرت میں ہوتا تھا آپکا معاملہ فہمی اور پھر اُسکا حل اس طریقہ پر کہ ہر اک اُسکو صواب بھی مانے اور سمجھے کہ یہ فیصلہ صحیح ہوا ہے۔ یہ چیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپکو وافر انداز میں عطاء فرمائی تھی بڑے بڑے معاملات خاندانی قضیے علمی مباحثات وغیرہ میں ایسے پھول نچھاور کرتے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ جاتی۔

چنانچہ جناب محمد نذیر رانجھا صاحب کہتے ہیں۔

آپکو اللہ کریم نے تدبر وبصیرت خاصہ نصیب فرمائی تھی ۔ بہت سے معرکوں، مقدمات اور خاندانی چپقلشوں، کا آپؒ نے خاتمہ فرمادیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص پر شاتم رسول ہونے کا الزام تھا حکومت نے اُسے صوابی کی حوالات میں بند کر دیا اور علماء سے فتویٰ طلب کیا کہ اس شخص کے بارے میں کوئی فتویٰ صادر فرمائیں۔ کیونکہ وہ تائب ہو گیا ہے۔ علماء میں شاتم رسول کی توبہ کے بارے میں اختلاف ہو گیا اور اکثریت کی رائے یہ تھی کہ شاتم رسول کی توبہ قابل قبول نہیں ہے اور ایسا ہر شخص واجب القتل ہے۔ مقدمہ نے سنگین صورت اختیار کر لی اور فریقین کے درمیان مناظرہ طے ہوا اور اُس کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ عوام نے بھی اس مقدمہ کی کاروائی میں خوب حصہ لیا علماء کے درمیان فیصلہ کرنے کیلئے آپکو بلایا گیا اس روز تحصیل کچہری میں بے پناہ ہجوم تھا ہر شخص کے دل میں جذبات کا طوفان اُٹھ رہا تھا کہ شاتم رسول کو کیفرِ کردار تک پہنچایا جائے آخر آپ اپنی خداداد بصیرت سے اس عظیم مقدمے کا فیصلہ کر دیا۔ جسے خاص وعام نے قبول کر لیا اور جب تک آپ زندہ رہے کسی فتنے کو سر اٹھانے کو جُرأت نہ ہوئی۔

آپؒ سے عداوات کا خمیازہ

اہل اللہ سے دشمنی کرنے والے دشمنی کا خمیازہ ضرور پاتے ہیں۔ یہی حقیقت اس قول میں بیان کر دی گئی ہے۔

مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ۔

ترجمہ: جو میرے ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم ربانی اہل اللہ میں سے تھے۔ اس لئے آپ سے

دشمنی کرنے والے کا انجام درجہ ذیل واقعہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

جناب محمد نذیر رانجھا صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا عبد الحلیم رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۰۳۲/ ۱۹۸۳ء) صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ، آپکے شاگردوں میں شامل تھے۔ ان سے مروی ہے کہ حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس وتدریس کے ساتھ ساتھ زمینداری بھی کیا کرتے تھے اور آپ کا معمول تھا کہ صبح سے ظہر تک آپ مسجد میں درس تدریس دیا کرتے تھے اور ظہر کی نماز کی ادائیگی کے بعد اپنی زمین کے رہٹ پر تشریف لے جاتے تھے۔

ایک دفعہ گرمی کا موسم تھا۔ بارش نہایت زور وشور سے برسنے لگی جس کی وجہ سے آپ اپنے رہٹ پر تشریف نہ لے جاسکے جب بارش تھم گئی تو ایک شخص مسجد میں آپ کے پاس آیا اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص نے بارانی پانی کا رُخ آپ کے کھیت کی طرف موڑ دیا ہے جس کی وجہ سے آپ کی فصل زیر آب آکر تباہ ہو گئی ہے حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ آؤ رہٹ پر چلیں ہم دونوں رہٹ پر چلے گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ فصل بالکل تباہ ہو گئی ہے جب واپس ہوئے تو آپ نے عصر کی نماز پڑھی اسکے بعد کسی سے کہا اُسی شخص کو بلاؤ۔ جب وہ شخص مسجد کے قریب آیا اور جوتے اُتارنے لگا تو اُسے کھانسی کا شدید دورہ پڑا وہ بیٹھ گیا حتیٰ کہ منہ سے خون بہنے لگا لوگوں نے اُسے چارپائی پر ڈالا اور گھر لے گئے مسلسل خون آنے سے وہ مر گیا۔ (تذکرہ علمائے چھچھ ۲۴۳)

* * *

جاہ وجلال

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہانہ جاہ وجلال کے مالک تھے ۔ آپ اس قدر بارعب انسان تھے کہ عامی تو عامی بڑے سے بڑا آدمی بھی آپ سے بات کرتے ہوئے ہچکچاتا تھا چنانچہ محمد نذیر پر رانجھا صاحب لکھتے ہیں۔ آپ خوش اطوار وخوش خوراک پر وقار بارعب، وجیہہ شخصیت اور شاہانہ جاہ وتمکین کے مالک تھے آپ کی موجودگی میں کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی درس سے فراغت کے بعد جب گھر تشریف لے جاتے تو راستے میں ہر شخص دست بستہ رُک جاتا۔ آپ جیسا جلال اور علمی تفوق بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔(تذکرہ علمائے چھچھ ص:۲۴۲)

اور راقم سے جناب حافظ عزیز الدین مرحوم (م سہ) نے بیان فرمایا: کہ دھاندلی کے زمانے میں حکومت نے اہلیان غورغشتی پر ایک لاکھ بیس ہزار روپے چٹی (ایک قسم کا ٹیکس) لگائی اس کی وصول یابی کے لئے مخصوص افراد حکومت نے مقرر کیے آپ کو اسکا علم ہوا تو آپ نے لوگوں کو منع کر دیا آپ کے منع کرنے پر ان مخصوص افراد نے اٹک میں جاکر بیان دیا کہ فلاں مولوی صاحب مذکورہ ٹیکس وصول کرنے میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ اس وقت کے ڈپٹی صاحب مقررہ تاریخ پر غورغشتی میں حاضر ہوئے سارے گاؤں کے لوگوں کو بھی جمع کیا گیا ڈپٹی نے آپ کو بلانے کا کہا آپؒ جونہی پر ہجوم اجتماع میں داخل ہوئے سارے لوگ اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

ڈپٹی صاحب آپ کے رعب داب کو دیکھ کر گھبرا گیا اور کہنے لگا حضرت میں آپ کے خاندان سے معاف کرتا ہوں آپ نے فرمایا: کہ خاندان کا تو میں دُگنا چگنا ادا کر سکتا ہوں مجھے خاندان کا نہیں اپنی غریب عوام کا غم ہے۔ چنانچہ وہ یہ ٹیکس معاف کر کے واپس چلا گیا۔ عمر خان سابق چیئرمین غورغشتی ضلع اٹک نے راقم سے بیان کیا کہ غدر کے زمانے میں غورغشتی کے بازار میں آگ لگی اور مشہور ہوا کہ ہندوؤں نے مسجد کے کسی طالب علم کو شہید کیا ہے۔ یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح گاؤں اور قرب وجوار کے دیہاتوں میں پھیل گئی جسکی وجہ غورغشتی اور دیگر دیہاتوں کے لوگ انتقام کی خاطر جمع ہونے لگے اس ہی اثناء میں حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حالات کی نزاکت سے آگاہ کیا گیا حضرت حاضر ہوئے اور لوگوں کو منتشر ہونے کو کہا چنانچہ ساری عوام پرامن طور پر اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئی اور بہت بڑے فساد سے پورا گاؤں محفوظ ہو گیا۔

❊❊❊

عوام الناس کی خدمت

عارف شیر از حضرت مولانا مصلح الدین سعدی شیر ازی(۵۸۹ھ / ۱۳۳۳ء) (م ۲۹۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح وسجادہ ودلق نیست

طریقت خدمت خلق کے سوا کچھ نہیں ہے تسبیح مصلی اور گودڑی میں نہیں ہے۔ حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ عوامی خدمت کے جذبے سے بھی سرشار تھے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ گاؤں میں موجود جنازہ گاہ جس کا رقبہ تقریباً 9 کنال ہے اور گاؤں کے تقریباً وسط میں واقع ہے اور اُسکے متصل مسجد جنازہ گاہ اور مدرسہ یہ تینوں جگہیں حضرت نے وقف کی تھی۔ جن سے آج تک سبھی لوگ فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ کو انتہائی خوبصورت دیدہ زیب تعمیر کیا گیا ہے جسکی تفصیل کتاب میں دوسری جگہ موجود ہے اس طرح مسجد جنازہ گاہ بھی بہت بڑی جگہ پر محیط اور موجود ہے۔

اور دوسری روایات بھی ہیں۔ واللہ اعلم

❊ ❊ ❊

فتاویٰ جات

فتاوٰی جات

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ صرف علاقہ چھچھ ہی میں نہیں بلکہ پاک وہند اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی علمی لحاظ سے بہت بڑے عالم دین، جامع المنقول والمعقول صاحب افتاء اور صاحب بصیرت تسلیم کیے جاتے تھے چنانچہ بڑے بڑے مسائل میں حضرت سے رجوع کیا جاتا تھا اور آپکی وضاحت کو قبول کیا جاتا تھا بلکہ جو دیگر مفتیان حضرات بعض مسائل میں فتاوٰی لکھتے تو اسکی تصویب کیلئے آپکی خدمت میں بھیجتے تھے حضرت کی تائید وتصویب کے بعد وہ فتوی جاری ہوتا تھا جسکی تائید ان چند واقعات سے ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت اقدس، امام الزاہدین، شیخ التفسیر حضرت مولٰنا زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی آپ بیتی "حیات مستعار" میں رقمطراز ہیں: غرضیکہ علاقہ چھچھ شیراز ہند کہلانے کا مستحق تھا علماء کرام کی باہمی محبت اور اتفاق تھا سب کے سب عقائد کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت اور فقہی لحاظ حنفی مسلک پر پختہ کاربند تھے کئی سیاسی راہنما علاقے میں آئے مگر کوئی باقائدہ سیاسی تنظیم قائم نہ تھی اسطرح بعض مفاد پرست لوگ ان متقی علماء کرام کے درمیان اختلاف پیدا کر دیتے تھے کہ کسی مسئلہ خصوصًا طلاق اور نکاح کے مسائل میں اپنے اپنے مقصد کیلئے فرضی استفتاء مرتب کر کے فتوی حاصل کرتے تھے چونکہ ہر عالم فقہ کا ماہر ہوتا وہ استفتاء کے مطابق فتویٰ دے دیتا اس سے دو مفتیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو کر دینی اور علمی فضا بگڑ جاتی الحمدللہ علاقہ

چھچھ کے علماء باعمل اور غیور مسلمانوں نے ہر اس تحریک میں حصّہ لیا جو اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کیلئے جاری کی گئی دور خلافت میں محکمہ ہائے شرعیّہ کا قیام آزاد ہائی سکول حضرو کا قیام تحریک مسجد شہید گنج میں نیلی پوشوں کی شرکت مرزائیت کی بیخ کُنی کانگرس اور مسلم لیگ کا قیام تحریک خاکسار کا اجراء وغیرہ ہر تحریک میں مسلمانوں نے کم وبیش حصّہ لیا مگر ابھی تک علماء کرام کی خالص جماعت جمعیۃ العلماء کا قیام نہ ہوا تھا اُسکے لیے جامع مسجد میں علاقہ چھچھ کے تمام علماء کرام کا بے نظیر اجتماع ہوا چونکہ علاقہ میں ایک ایسی سیاسی جماعت کا قیام ہوا ہے جسکی قیادت اُن علماءِ حق کے ہاتھ میں آرہی تھی جو حق گوئی اور حق پرستی میں اپنی مثال آپ تھے اس لیے حکومت وقت پوری طرح متوجہ ہوگئی تھی چنانچہ اس جلسہ کے موقع پر بڑی تعداد میں پولیس مسجد کے ارد گرد جمع تھی نماز ظہر کے بعد اس عظیم اجتماع سے سب سے پہلا خطاب اس گناہ گار نے کیا جسمیں جمعیۃ العلماء کے قیام کی غرض وغایت اور ضرورت سے متعارف کرایا گیا اس جمعیت کا پہلا صدر جناب مولانا عمر صاحب مرحوم سکنہ کاملپور موسیٰ اور ناظم اعلیٰ جناب مولٰنا حبیب الرحمٰن ویسا مرحوم کو مقرر کیا گیا اس جمعیت کے پیش نظر دو اہم مقاصد تھے۔

(۱) علماء کرام کی سیاسی تنظیم اور اس کا الحاق جمعیت علماء ہند سے ہو۔

(۲) ایک مفتی اور مجلس تصدیق الفتوی کا انعقاد۔

❊ ❊ ❊

افتاء کے بورڈ کا قیام

علاقہ چھچھ بلکہ دوسرے علاقوں کے مسلمان بھی اپنے دینی مسائل میں علماء کرام کے فتوی اور قضا کو معتبر سمجھتے تھے علماء کرام کا فتویٰ حرف آخر ہوتا تھا چنانچہ علماء یہ خدمت لوجہ اللہ کرتے تھے۔ اسطرح مسلمانوں کے باہمی مناقشت کو شرعی طور پر طئے کرنے کیلئے علماء کرام کو قاضی کا مقام بھی حاصل تھا افتاء کے سلسلے میں ایک انجمن تھی چونکہ فریقین میں سے ہر فریق کسی نہ کسی طرح استفتاء کو اسطرح مرتب کرتا ہے کہ مفتی صاحب کا فتوی اسکے حق میں ہو اسلیے بعض دفعہ یہ ہوجاتا تھا کہ علاقہ کہ جیّد علماء کرام خود بھی فتوی بازی کا شکار ہوجاتے تھے جس کا اصلی محرک فریقین کو مطلب بر آری ہوتی تھی اسلیے جمعیۃ العلماء نے ایسے بورڈ کا قیام ضروری سمجھا جس میں نہ صرف ایک عالم دین فتوی دینے کا مجاز ہو اور دوسرا کوئی عالم فتوی نہ دے۔ البتہ اس فتویٰ کی توثیق کیلئے محقق علماء کرام کا بورڈ مقرر کیا جائے تانکہ مفتی صاحب کا فتوی اُنکی نظر ثانی اور توثیق کے بعد جاری ہو۔

انتخاب مفتی کیلئے بحث کا منظر

چنانچہ علماء کرام کا ایک اجلاس اس کے لیے مقرر کیا گیا جس میں حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد رشید اُستاذ العلماء حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ غور غشتوی نے اس گناہ گار کا نام پیش کیا اور فرمایا یہ ابھی ابھی فارغ ہو کر آرہا ہے اور ان کا خاندان قاضیوں کا خاندان ہے۔ اسکے والد ماجد (قدس سرہ) بھی قضا و افتاء کی خدمات انجام

دیتے رہے ہیں اور یہ صاحب قلم بھی ہیں اور کتابوں کا ذخیرہ بھی ان کے پاس ہے اسلیئے اسے مفتی مقرر کیا جائے مگر دوسرے حضرات جن میں مولٰنا عمر صاحب مرحوم پیش پیش تھے ہمارے قصبہ کے مولٰنا محمد عمر صاحب کا نام پیش فرمایا جس پر بحث و تمحیص کے بعد اسکو منظور کرلیا اور مولٰنا محمد عمر صاحب علاقہ چھچھ کی جمعیت کے مفتی مقرر کردیئے گئے۔ چنانچہ طے پایا کہ فتوی صرف مولٰنا مفتی محمد عمر صاحب دیا کریں گے البتہ اُس فتوی کی تنقید اور تصویب کیلئے علماء کرام کا ایک بورڈ مقرر کیا گیا کہ مستفتی فتوی حاصل کرنے کے بعد ان حضرات کے پاس فتوی لے جائے گا اُنکی تصویب پر فتوی جاری ہوسکے گا اس بورڈ کے مندرجہ ذیل چار علماء رکن قرار پائے۔

(۱) حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ غور غشتی

(۲) حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ غور غشتی

(۳) حضرت مولانا سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ جلالیہ

(۴) مولانا میاں عبد الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ غور غشتی۔

اور اس بات کو علاقہ بھر میں مشہور کرنے کیلئے اشتہار شائع کیا گیا کچھ عرصہ اسیر عمل بھی رہا مستفتی کسی بھی عالم دین کی خدمت میں فتوی کیلئے حاضر ہوتا تو اُسکو مفتی عمر صاحب کی خدمت میں شمس آباد بھیج دیتے مفتی صاحب فتوی مرتب فرما کر اسکو ہدایت فرماتے کہ وہ اسکو بورڈ کے پاس لے جائے ان اکابر کی تصدیق پر فتوی جاری کردیا جاتا تھا۔[1]

(1) حیات مستعار ص ۱۴۱ / ۱۴۲ / ۱۴۳ / ۱۴۴

وفی الهدایة فی باب الصلوٰت واذا طلق الرجل امراء ته، طلاقا بائنا ثم تزوجها فی عدها وطلقها قبل الدخول بها فعلیه مهره کامل وعلیها عدة مستقل وهذا عن ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد علیه نصف المهر وعلیها تمام العدة الاولیٰ ثم قال بعد کلام طویل وقال زفررح لا عدة علیها اصلا لان الاولی قد سقطت بالتزوج فلا یعود والثانیة لم تجب وجوابه . ای جواب قول زفر ما قلنا انتهی وفی فتح القدیر ما قال زفر فاسد لاستلزامه ابطال المقصود من شرعیة العدة وهو عدم اشتباه الانساب وفی الدر المختار نکح معتده فطلقها قبل الوطی وجب علیه مهر تام وعلیها عدة مبتداة وقول زفر لا عدة علیها فتحل للزوم ۔

دستخط قطب الدین غور غشتی (دستخط مسکین نصیر الدین غور غشتی)

دستخط سلطان شاہ صاحب حضرت مولانا عبد الدیان صاحب

حضرت مولانا علاؤ الدین صاحب

***

نکاح مطلقہ کا حکم

استفتاء:۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وحامیان شرح مبین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے مطلقہ ثلاثہ کا نکاح عدت کے منقضی ہونے کے بعد حلالہ کی غرض سے ایک شخص کے ساتھ کیا۔ زوج ثانی یعنی محلل نے اس عورت کے ساتھ دخول کیا جس کے بعد اس نے زوج ثانی سے طلاق دلا کر پھر اس کے ساتھ یعنی زوج ثانی کے ساتھ اعادہ نکاح کیا اور اس بات کا خیال رکھا کہ وہ دخول نہ کرے پھر اس سے یعنی زوج ثانی سے طلاق دلوائی اور اس وقت چند ساعت کے عرصے میں اس عورت کا نکاح زوج اول سے بلا انقضائے عدت کر دیا۔ اب قابل تصفیہ حسب ذیل امور ہیں۔

(1) کہ آیا حیلہ متذکرہ بالا یہ نکاح جائز ہے۔ (2) اور جو شخص اس فعل کا ارتکاب کر رہا ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔ (3) اور نیز جو مفتی اس کے جواز پر فتوی دے اس کے لئے کیا حکم ہے اور اس کا حکم نافذ ہو گا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب: مطلقہ ثلاثہ زوج اول پر تب حلال ہو گی جب بعد عدت گزرنے کے زوج ثانی کے ساتھ نکاح کرے اور زوج ثانی اس کو دخول بعد طلاق دے اور عدت گزر جاوے اور حیلہ کرنا واسطے ابطال عدت ثانیہ کے بایں طور کہ زوج ثانی اس عورت کو دخول کے بعد طلاق دیوے اور پھر اس عورت کو نکاح کرے اور قبل الدخول طلاق دیوے یہ حیلہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں۔

دیگر فتاوٰی

نیز آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دیگر فتاوٰی جات جو دیگر کتابوں میں چھپے ہوئے ہیں اُنکو ہم درجہ ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

(۱)عقیدہ حیات انبیاء کے منکرین کو آپ رحمہ اللہ اَہلِ سنت والجماعت سے خارج سمجھتے تھے (عقیدہ حیات انبیاء یہ ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ اور تمام انبیاء کرام وفات کے بعد اپنی اپنی قبور مبارکہ مطہرہ میں اس دنیاوالے بدن کے ساتھ زندہ ہیں اور وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں لیکن اپنی اپنی قبور میں وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جائے اسکو بلاواسطہ سماعت فرماتے ہیں)۔

اسطرح زیارت قبور بعیدہ کو ناجائز اور اولیاء اللہ کے ارواح پر ایصال ثواب حرام اور کرامت بعد الموت نہ ماننے اور توسل کا انکار کرنے والوں کو بھی اَہل سنت والجماعت سے خارج سمجھتے تھے اور ایسے لوگوں کو مناظرے کا چیلنج دیتے تھے۔ مذکورہ فتاوٰی چھپے ہوئے ہیں حضرت کے دستخط کے ساتھ۔

❊❊❊

غور غشتی میں جمعہ کی ابتداء

راقم سے مولانا نگین صاحب غور غشتوی حال انگلینڈ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت UK نے بحوالہ حضرت مولٰنا رُکن الدین بن شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ذکر فرمایا:

کہ مولانا رکن الدین صاحب فرماتے تھے کہ غور غشتی میں جمعہ کی ادائیگی کا آغاز مساجد میں حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا جسکا پسِ منظر یہ ہے کہ ایک عالم دین چھچھ میں آئے اور اُنہوں نے کسی مجلس میں ارشاد فرمایا: کہ غور غشتی بڑا گاؤں ہے ضروریات زندگی موجود ملتی ہیں آبادی بھی کافی بڑی ہے لہٰذا جمعہ شروع کر دینا چاہیے ایسے گاؤں میں عند الاحناف جمعہ کی ادائیگی صحیح ہے اس بات کی اطلاع جب مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو مولٰنا خود اُس عالم دین کی خدمت میں حضرو شہر حاضر ہوئے اُن سے بات کی وہ مولٰنا کی جلالت شان کی وجہ سے پورے طریقے پر اپنا مدعانہ بیان کر سکے تاہم مولٰنا نے فرمایا: کہ جو کچھ یہ کہنا چاہتے ہیں میں سمجھ گیا ہوں اور اسکی تائید کرتا ہوں چنانچہ پھر حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر جمعہ کا آغاز کیا اور آج درجنوں مساجد میں جمعہ پڑھا پڑھایا جارہا یقیناً یہ اُنکے لیے صدقہ جاریہ ہے اور یہ اُنکے بڑے مولٰنا ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ باوجود اتنے مقام کے اُنکی بات تسلیم کرنے میں ذرا برابر عار محسوس نہیں کی اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین۔

جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولٰنا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بطور مُربی و مصلح کے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ جل شانہٗ نے گونہ گوں صفات کثیرہ سے مالا مال فرمایا تھا بیک وقت منقولات، معقولات اور فنون کے امام ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی عالی رتبہ مُصلح و مُربی بھی تھے بڑے بڑے علماء صلحاء صوفیاء اور زہداء آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ظاہری باطنی راہنمایاں حاصل کرتے تھے۔

چنانچہ ضلع اٹک کے مشہور و معروف بُزرگ، محقق اور ماہر عالم دین فاضل دارالعلوم دیوبند تلمیذ رشید شیخ الاسلام، حضرت مولٰنا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، خلیفہ مجاز امام الاولیاء، شیخ التفسیر حضرت مولٰنا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جناب حضرت اقدس، امام الزاہدین، شیخ التفسیر حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں: حضرت مولٰنا قطب الدین صاحب غورغشتوی رحمہ اللہ نے مجھے درجہ ذیل عمل کی اجازت فرمائی: فرمایا: اپنے نام کے اعداد ابجد کے حساب سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں کوئی چند اسماء ایسے لیے جائیں جن کے اعداد اُس نام کے مطابق ہوں اور پھر اتنی دفعہ اُنکو پڑھا جائے ان شاء اللہ مقاصد پورے ہوں گے احقر نے یہ عمل بعض پریشان حال دوستوں کو بتایا اُنہوں نے اس پر عمل کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحم وکرم فرمایا۔ ان احباب میں سے ڈاکٹر غلام جیلانی برق بھی تھے

اُنہوں نے نہ صرف خود ورد کیا بلکہ کئی دوستوں کو بتایا اپنی اکثر تحریروں میں میرا نام نہیں لیا مگر اپنی آپ بیتی میری داستان حیات میں میرا نام خصوصی طور پر تحریر فرمایا: یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی۔ ﴿وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾ کی روشنی میں درست اور مبارک ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی نہ کسی طرح تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور سب مشکلات کو آسان فرمانے والے تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔[1]

حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت و محبوبیت

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ عوام وخواص ہر طبقے میں مقبولیت اور محبوبیت سے نوازہ تھا نہ صرف اپنے گاؤں بلکہ پورے مُلک میں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت وعقیدت رکھتے تھے چنانچہ ملک کے اطراف واکناف میں علماء کرام آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جلسوں اور پروگراموں میں بلاتے کبھی صدارت کیلئے کبھی دُعا اور کبھی دستار بندی کیلئے مساجد مدارس کے افتتاح کیلئے جنازے پڑھانے کیلئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی جبتک صحت برقرار رہی تشریف لے جاتے اور بلانے والوں کی خواہشوں کا حاضری دے کر احترام فرماتے تھے۔

چنانچہ ایک دو مثالیں ہم یہاں ذکر کر دیتے ہیں: (۱) مولانا عبد الدّیان بن مولانا عبد الرحمٰن موضع زیارت کاکا صاحب ضلع نوشہرہ جب فارغ التحصیل ہو کر آئے

([1]) حیات مستعار ص305

تو اپنے گاؤں میں علماء کے بہت بڑے مجمے میں جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ غور غشتوی نے آپکی دستار بندی کرائی۔ [1]

اور مولٰنا برہان الدین ہزاروی بن مولٰنا فقیر محمد موضع غازی ضلع ہری پور 1946ء کو فوت ہوئے نماز جنازہ پڑھانے کیلئے حضرت مولٰنا قطب الدین غور غشتوی رحمہ اللہ کو بلایا گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُنکا نماز جنازہ پڑھایا۔ [2]

❊❊❊

(1) تذکرہ علماء خیبر پختونخواہ ص ۲۶۱

(2) ایضاً ص ۱۱۳

حج بیت اللہ شریف کا سفر

حج بیت اللہ شریف

ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے وہ حرمین شریف کی زیارت کرے اور حج عمرہ کی سعادت حاصل کرے جسکے لیے ہر ایک کوشش کرتا ہے دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر التجائیں کرتا ہے مانگتا ہے کہ اللہ جل شانہ اُسکو یہ سعادت نصیب فرمادے اور جسکو یہ سعادت میسر ہو جائے تو یہ اُسکی بہت ہی خوشبختی ہوتی ہے۔

شیخ المشائخ، جامع المعقول والمنقول، حضرت علامہ مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ دولت نصیب فرمائی تھی چنانچہ

امام الزاہدین، حضرت اقدس، مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی نوراللہ مرقدہٗ نے اپنی آپ بیتی میں (مرتبہ حضرت علامہ مولٰنا حافظ محمد نثار احمد الحسینی جو حال ہی میں ”حیات مستعار“ کے نام سے منظر عام پر آئی ہے) اپنے پہلے سفر حج کا تذکرہ کرتے ہوتے ہوئے جامع المعقول والمنقول حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ہمرکابی کا تذکرہ کیاہے چنانچہ لکھتے ہیں:

۱۹۳۹ء کے اوائل میں حج بیت اللہ اور زیارت بیت الرسول ﷺ کا شرف حاصل ہوا جاتے ہوئے سندھیا کمپنی کا جہاز ”الہند“ ملا اور واپسی جہاز ”المدینہ“ سے ہوئی دونوں بہترین جہاز تھے آمدورفت کا کرایہ صرف ۶۴ روپیہ تھا جاتے ہوئے مولانا قطب الدین صاحب غورغشتوی رحمہ اللہ کی رفاقت میسر تھی اور واپسی پر بطل

حریت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کی معیت کا شرف ملا۔[1] اور جناب حاجی فضل متین صاحب بن حضرت مولٰنا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب والد محترم حج سے واپس آئے تو میری عمر بہت چھوٹی تھی تھوڑا تھوڑا یاد پڑھتاہے والد بزرگوار کا حج کے سفر سے واپس آنا۔ اس سفر میں مولٰنا گل شیر رحمۃ اللہ علیہ بھی حج کر رہے تھے۔

***

[1] حیات مستعار ص ۱۷۱

حضرت مولانا قطب الدین

رحمۃ اللہ علیہ

کی

وفات حسرت آیات

وفات حسرت آیات

جامع المعقول والمنقول، حضرت مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے طویل عمر پائی تھی قریباً ایک سو دس /110 سال کی عمر میں آپکی وفات ہوئی برسہا برس سینکڑوں شاگردوں اور ہزاروں اہل ایمان کو فیض یاب کرنے کے بعد بالآخر بروز جمعۃ المبارک 6 صفر 1370ھ 17 نومبر 1950ء کو دار فنا سے دارِ بقا کو جا پہنچے۔

زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

آپکے جنازہ میں سینکڑوں علماء وفضلاء کے علاوہ ہزاروں اہلِ دیہہ اور اردگرد کے عقیدت مندوں نے شرکت فرمائی آپکی نماز جنازہ آپ کے فرزند امیر الدین المعروف شہزاد جی نے پڑھائی آپکو گاؤں کے قدیمی قبرستان میں مسجد جنازہ گاہ سے جنوب کی جانب عام راستے کے مغرب کی جانب دفن کیا گیا ہے۔ اس وقت آپ کی قبر مبارک کے اردگرد چاردیواری ہے جسکے جنوب میں دروازہ ہے اور دروازے کے ساتھ والی دیوار پر آپکے نام معہ ولدیت اور تاریخ وفات وغیرہ کا کتبہ دیوار کے ساتھ چسپاں ہے۔

نیز یہیں پر آپکے قدموں کی طرف قریباً چار پانچ گز کے فاصلے پر آپکے چچا اور شاگرد رشید حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار پر انوار ہے۔ دونوں حضرات کی قبور کچی ہیں جن پر دن بھر زائرین کا ہجوم رہتا ہے۔ قبور کی تصویریں تصویری جھلکیوں میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اللّٰھم اغفر جمیع المؤمنین برحمتک یاارحم الراحمین۔

حضرت مولانا قطب الدین

رحمۃ اللہ علیہ

کی

اولاد و احفاد

اولاد و احفاد

جامع المعقول والمنقول ، شیخ الحدیث حضرت مولانا قطب الدینؒ کے تین شادیوں میں سے 7 سات لڑکے اور تین صاحب زادیاں تھی۔ تفصیل درجہ ذیل ہے۔

مولانا حسن الدینؒ بن مولانا قطب الدینؒ سات صفر بروز منگل راقم سے صاحب زادہ فضل متین صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا اکثر حصہ ملک افریقہ میں گذرا آخری عمر میں گاؤں واپس آگئے تھے اور یہی پر آپکی وفات ہوئی۔ آپ کی اولاد میں دو لڑکیاں اور چھ صاحبزادے تھے جنکے نام یہ ہیں۔

(1) مولانا صلاح الدین مرحوم جیّد قسم کے عالم دین تھے افریقہ میں پڑھاتے رہے اور انکی وفات بھی وہاں پر ہوئی اور دفن بھی اُدھر ہی ہوئے۔

(2) مولانا ظہیر الدین صاحب، مسجد کرہ خیل محلّہ کرہ خیل غور غشتی میں کچھ عرصہ امامت کی اور پھر انگلینڈ چلے گئے اب وہیں مقیم ہیں۔

☆جناب مصباح الدینؒ۔ ☆جناب عفی الدین مرحومؒ

☆جناب فضل حق مرحومؒ۔ ☆جناب مختار الدین صاحبؒ

(3) مولوی امیر الدین رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۹۷۸ء) مولوی امیر الدین المعروف شہزادہ جی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات گاؤں میں ہوئی اور گاؤں ہی میں ہی دفن ہوئے آپ کا صرف ایک فرزند تھا جسکا نام یہ ہے۔ جناب عماد الدین صاحب)۔

(4)مولانا مفتاح الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بن مولانا قطب الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ (م ۱۹۹۹ء)۹ فروری بروز منگل، راقم سے صاحب زادہ فضل متین صاحب نے بیان فرمایا کہ آپؒ نے اپنی زندگی اپنے گاؤں غورغشتی میں ہی گذرای گاؤں میں مسجد کرہ خیل اور مسجد جنازہ گاہ میں امامت بھی کی یہیں گاؤں میں آپ دفن ہیں آپکی اولاد میں ۲ لڑکیاں اور تین لڑکے ہیں نام یہ ہیں۔

☆نجم الدین صاحب ☆امین الدین صاحب ☆حبیب الرحمٰن مرحوم

(5)مولانا غیاث الدینؒ صاحب بن مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۹۳ء/ ۱۹۷۳ء)۲۵ محرم الحرام بروز پیر بمطابق ۲۶ فروری ابتدائی عمر میں بمبئ گئے پھر وہاں سے کراچی پھر انگلینڈ پھر آخری عمر میں گاؤں ہی میں رہے اور یہیں پر وفات پائی آپ کا صرف ایک صاحبزادہ جسکا نام عبدالودود ہے۔

(6)بابو قمرالدینؒ بن مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (م ۱۳۶۲ء/ ۱۹۵۳ء)بروز بدھ آپ نے آپؒ کی حیاتی میں وفات پائی آپؒ انتہائی ذہین متین تھے۔ جسکی وجہ آپؒ بھی بڑی محبت فرماتے تھے اور آپکو اپنا صحیح جانشین کہتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہ میری جگہ پر کام کرے گا لیکن زندگی نے وفا نہ کی چنانچہ راقم سے صاحبزادہ فضل متین صاحب نے بیان فرمایا۔ کہ ہمارے بھائی بابو قمرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس کتاب یا سبق کو ایک مرتبہ پڑھ لیتے تھے وہ اُنکو زبانی یاد ہو جاتا تھا۔ والد محترم اُس سے از حد محبت کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اُسکی وفات کے بعد فرماتے تھے۔ میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ نیز یہ بھی کہتے تھے کہ اگر کوئی سوال کرے میری نرینہ اولاد کے بارے میں تو اُس کو جواب

دو کہ اُن کی نرینہ اولاد نہ تھی اس ہی صدمہ سے کافی کمزور ہو گئے تھے۔

(7)مولانا عزیزالدین مرحوم بن مولانا قطب الدینؒ (۲۰۰۸ء)بروز جمعۃ المبارک دارالعلوم بنگئ سے فراغت پائی آپکے اساتذہ میں حضرت مولانا عبدالحقؒ پیرزئی صاحبؒ مرحوم والے نمایاں ہیں آپ نے حج کی بھی سعادت حاصل کی تھی۔ آپکی کوئی اولاد نہ تھی۔

(8)صاحبزادہ فضل متین بن مولانا قطب الدینؒ (۱۹۴۱ء)غورغشتوی حال مقیم انگلستان بقیدِ حیات ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے والد مرحوم سے کچھ سبق پڑھے ہیں چنانچہ راقم سے خود حضرت صاحبزادہ صاحب نے بیان فرمایا کہ میں نے اپنے والد مرحوم سے پنج گنج شروع کی تھی لیکن وہ آپ کی عمر کا آخری حصہ تھا ضعف حد درجہ زیادہ تھا جسکی وجہ سے بات بہت آہستہ کرتے تھے۔ بات بڑی مشکل سے سمجھ آتی تھی۔ یہ صورت حال دیکھ کر میں نے آپ کو تکلیف دینا گوارہ نہ کیا اور آپ سے سبق پڑھنا چھوڑ دیا۔ تھوڑی بہت دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم میں بھی آپ میٹرک پاس کی اور شاہ پوری سے ٹیچنگ کورس بھی کیا ہوا ہے کچھ عرصہ ٹیچنگ کی اور پھر انگلینڈ جاکر مقیم ہوگئے تا حال وہیں پر مقیم ہیں آپکی اولاد میں تین صاحبزادے ہیں۔

(1) قاری حفیظ الدین صاحب مقیم انگلینڈ ماشاء اللہ انتہائی خوش الحان ہیں۔

(2)حافظ فہیم الدین صاحب مقیم انگلینڈ

(3)جناب محمد طاہر صاحب حال مقیم انگلینڈ

حضرت مولانا قطب الدین

رحمۃ اللہ علیہ

کے تلامذہ

تلامذہ:

آپ سے فیض پانے والے تلامذہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ باقاعدہ طور پر اُنکے اسمآء کسی رجسٹر میں جمع نہیں کئے گئے اس لئے صحیح تعداد اسمآء کی ذکر کرنا تو ممکن نہیں البتہ آپ کے بعض تلامذہ کے حالات اور اسماء ہم درجہ ذیل میں ذکر کرتے ہیں جن میں نذیر رانجھا صاحب کے ذکر کردہ اور جو دوسرے ذرائع سے معلوم ہوئے ہیں اُنکو درجہ ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

(۱) شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت مولانا نصیر الدینؒ (حضرت شیخ الحدیثؒ آپکے رشتے میں چچا تھے لیکن عمر میں آپ بڑے تھے)

راقم سے شیخ الحدیث حضرت مولانا حمید اللہ جان صاحب مدظلہٗ العالی (شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) نے بیان فرمایا کہ میرے والد حضرت مولانا نیاز محمد بانی مدرسہ اسلامیہ لکی مروت نے مجھے بتایا کہ میں اور حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدینؒ اور مولانا خان بہادر اور مولانا عجب نورؒ ہم اکٹھے مینڈو میں حضرت مولانا قطب الدینؒ کے پاس پڑھتے رہے۔

٭٭٭

(۲)مولانا قاضی عبد الرب پشاوری

۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۶ء۔۔۔۱۳۹۲ھ / ۱۹۷۲ء

آپ ۱۳۰۳ھ /۱۸۸۶ء کو قصبہ "زیارت کاکاخیل" تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور میں مولانا قاضی در مکنون کے گھر پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گھر پہ حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد اسماعیل طوروی مردانی کی خدمت میں ۴ سال رہ کر مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے مدرسہ عبد الرب دہلی میں داخلہ لیا۔ پہلے تین چار سال میں موقوف علیہ کی تکمیل کرکے ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۵ء میں حضرت مولاناعبد العلی صاحب سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں مولاناعبد العلی صاحب کے علاوہ مولانا سیف الرحمٰن فتحپوری، مولانا قطب الدین غور غشتوی اور مولانا پردل صاحب کے نام بھی آتے ہیں۔

تدریس:

فراغت کے بعد انجمن حمایت اسلام نوشہرہ کے ہائی سکول میں تین سال تک تدریس کی، پھر مدرسہ نصرت الاسلام کاکاخیل کا جب افتتاح ہوا، تو اس میں آپ نے مدرس اول کے منصب پر ۱۶ سال تدریسی خدمات انجام دیں۔ ازاں بعد جمرود پشاور میں خطیب مقرر ہوئے اور آخری وقت تک درس وتدریس اور وعظ وتبلیغ کے ذریعے عوام کی اصلاح کرتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت ملی۔

وصال:

آپ ۴۰ سال سے دمہ اور ۱۴ سال سے دل کے مریض تھے۔ انہی بیماریوں سے جمادی الاولیٰ شب جمعہ ۱۳۹۲ھ / جون ۱۹۷۲ء کو ڈیڑھ بجے آپ کا وصال ہوا۔ تعزیتی نوٹ بھی شائع ہوا۔

تصنیفی خدمات:

۱۔ پیغمبر اسلام۔ جو سیرت النبی کمیٹی پٹی ضلع لاہور کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ اس کا پشتو ترجمہ کر کے شائع کروایا گیا۔

۲۔ قصص القرآن: ۳۰۰ کے قریب صفحات (زیر طباعت)۔

اولاد:

اولاد میں مولانا حافظ عبدالقدوس صاحب فاضل دیوبند، مولانا ڈاکٹر عبد السبوح صاحب فاضل دیوبند پی ایچ ڈی، مولانا حسین احمد، حکیم عطاء الرحمٰن اور ڈاکٹر عتیق الرحمٰن ریڈیالوجسٹ لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور ہیں۔

آپ کا ذکر ایک اور جگہ بھی آیا ہے۔

***

(۳) مولانا قاضی عبد السبحان ہزاروی

۱۸۹۸ء۔۔۔۔۱۹۵۸ء

آپ ۱۸۹۸ء کو مولانا مظہر جمیل علوی کے گھر ”کھلابٹ“ تحصیل ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی، پھر علاقہ کے دوسرے علماء سے استفادہ کیا۔ کچھ عرصہ مولانا حمید الدین مانسہروی اور مولانا قطب الدین غورغشتوی کیمبلپوری سے پڑھتے رہے۔ زاں بعد انہوں نے (گجرات) میں مولانا غلام رسول صاحب سے تعلیم حاصل کی۔

پھر ریاست ٹونک میں مولانا حکیم سید برکات احمد سے اکتساب فیض کیا۔

دارالعلوم دیوبند میں چھ ماہ کے عرصہ قیام میں مختصر المعانی اور حمد اللہ دو کتابیں مولانا محمد ابراہیم بلیلاوی سے پڑھیں۔ تفسیر اور حدیث کی تعلیم اپنے چچا مولانا خلیل سے حاصل کی۔

تدریسی خدمات:

فراغت کے بعد ۴۰ سال کے قریب تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کا گاؤں ایک دارالعلوم بنا ہوا تھا۔

زندگی کے آخری سالوں میں گجرات شہر کے ایک دینی مدرسہ میں تین سال، شرقپور شریف کے جامعہ اسلامیہ میں دوسال، مدرسہ احسن المدارس راولپنڈی میں ایک سال، مدرسہ رحمانیہ ہری پور میں ڈیڑھ سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔

وصال:

۱۲ شوال ۱۳۷۷ھ / ۲ مئی ۱۹۵۸ء کو آپ کا وصال ہوا۔

اولاد:

اولاد میں قاضی غلام محمود اور مفتی سیف الرحمٰن اور تین دختران ہیں۔

تصنیفی خدمات:

۱۔ انوار الاتقیاء فی حیاۃ الانبیاء۔ ۲۔ مواہب الرحمٰن فی رد جواہر القرآن [1]

(دونوں کتابیں مطبوعہ ہیں)۔

(مؤخر الذکر کتاب کے ۳۲۸ صفحات چھوٹا کتابی سائز، دین محمدی پریس لاہور سے شائع ہوئی)۔ باقی درس نظامی کی بعض کتب پر دوران تدریس آپ حواشی بھی لکھتے رہے، وہ آپ کی اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔ ان میں فائض الانوار شرح معانی الآثار، حاشیہ مطول، حاشیہ مختصر المعانی، حاشیہ جامی، حاشیہ قاضی مبارک، حاشیہ بخاری شریف، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ مشکاۃ، حاشیہ میر زادہ، شرح ہدایۃ النحو و شرح عبد الرسول شامل ہیں۔ [2]

***

([1]) سیارہ ڈائجسٹ: قرآن نمبر میں اس کتاب کا ذکر آیا ہے۔ یہ کتاب مولانا غلام اللہ خان صاحب ساکن راولپنڈی کی جواہر القرآن کے رد میں لکھی گئی۔

([2]) امیر شاہ قادری: تذکرہ علماء ومشائخ سرحد، مطبوعہ ۱۹۷۲ء، ج:۲، ص:۳۰۳

(۴)مولانا گل حسن ہزاروی

۱۸۷۴ء۔۔۔۔۱۹۶۴ء

آپ ۱۲۹۱ھ ر ۱۸۷۴ء کو محمد سلیمان بن مولانا محمد نصیر کے گھر ”بفہ“ تحصیل مانسہرہ ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی، پھر حضرت مولانا احمد صاحب سکندر پوری ہزاروی کے ہاں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ زاں بعد مولانا قطب الدین غورغشتوی سے بھی استفادہ کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے ۱۸۹۳ء کو دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ موقوف علیہ کی تکمیل کے بعد ۱۳۱۵ ھ ۱۸۹۷ء کو شیخ الہند مولانا محمود حسن سے دورۂ حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔

تدریس:

فراغت کے بعد واپس ”بفہ“ آگئے اور اپنی قوم ”لغمانی“ کی مسجد میں اعزازی امامت وخطابت کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ ”بفہ“ میں جمعہ کا اجراء آپ ہی نے کرایا تھا۔

تحریک خلافت میں علاقہ ”پکھلی“ کے صدر تھے۔ مولانا محمد اسحاق کے ساتھ مل کر نمایاں کام کیا۔ مولانا فضل ربی کی رشتہ داری اور تحریک خلافت میں حصہ لینے پر آپ پر مختلف الزامات رکھے گئے اور تین سال قید کی سزا دی گئی۔ ابھی تین ماہ کا عرصہ ہی جیل میں گزارا تھا کہ رہائی ہوگئی۔

وصال:

۱۲ مارچ ۱۹۶۴ء کو بخار کی تکلیف سے ہری پور ہسپتال میں آپ کا وصال ہوا اور ۱۳ مارچ ۱۹۶۴ء کو بفہ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

اولاد:

اولاد میں جناب محمد ابراہیم، جناب حاجی محمد یونس صاحب اور جناب محمد اسحاق سکولوں کے ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔

٭٭٭

(۵) حبیب الرحمٰن، قاضی تھیلا بن مولانا شاہ گل

۱۹۱۵ء کو کھلابٹ ضلع ہری پور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولانا قاضی عبدالسبحان سے کھلابٹ، ہری پور میں حاصل کی۔ پھر مولانا قطب الدین غور غشتوی ضلع اٹک میں سبق پڑھا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا وہاں پر مولانا حسین احمد مدنی وغیرہ سے حدیث پڑھ کر سند حاصل کی۔ دورہ حدیث کے بعد ۱۹۳۶ء میں مولانا اعزاز علی اور مولانا محمد یاسین سے ادب اور میراث پڑھا اور اس کے بعد مولوی فاضل کے امتحان کے لئے لاہور آ گئے۔ بعد ازاں ایک سال گورداسپور کی جامع مسجد میں خطیب رہے اور قرآن مجید کا ترجمہ پڑھاتے رہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جب جامعہ ربانیہ کا قیام عمل میں آیا تو وہاں بحیثیت صدر مدرس پانچ سال تک خدمات سرانجام دیں۔ ملتان میں مدرسہ محمدیہ حنفیہ میں بھی تین سال پڑھاتے رہے۔ ۱۹۴۷ء میں جامعہ فتحیہ اچھرہ لاہور میں صدر مدرس اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے اور بارہ سال تک وہاں تدریس کی۔ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں لاہور سے گھر تشریف لائے پھر تین سال میرپور آزاد کشمیر میں صدر مدرس رہے۔ کھلابٹ ٹاؤن شپ کے دوستوں کے اصرار پر کشمیر کی ملازمت ترک کر کے خطیب مقرر ہوئے۔ چند سال وہاں خطیب رہے اور طلباء کو اسباق بھی پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد جامعہ عمر فاروق بفرزون کراچی میں تفسیر، حدیث اور فقہ پڑھاتے رہے۔ کراچی کی فسادات کی وجہ سے واپس تشریف لائے اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان

کے خلف الرشید قاضی احسان الحق کی استدعا پر راولپنڈی میں بحیثیت مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن واستاذ حدیث تقرری ہوئی۔

۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۰ء تک دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں افتاء اور حدیث کی خدمت کرتے رہے۔ ۲۰ رجب ۱۴۱۲ھ ۲۶ جنوری ۱۹۹۲ء کو بروز اتوار وفات پاگئے۔

قاضی انیس الرحمٰن، حسام الرحمٰن، اسد الرحمٰن اسد، لیاقت علی خان، منظور الرحمٰن، ظہور سبحان اور اعزاز علی خان آپ کے فرزند ہیں۔

نوٹ: آپ کی سن ولادت قاری فیوض الرحمٰن نے ۱۳۳۶ھ۔ ۱۹۱۸ء بتایا ہے۔ نیز اُنہوں نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ ۲۰ رجب ۱۴۱۲ھ۔ ۲۶ جنوری ۱۹۹۲ء بروز اتوار وفات پاگئے۔

[علماء کی کہانی خود ان کی زبانی:۱۵، مشاہیر علمائے سرحد:۵۸۷، صوبہ سرحد کے علماء دیوبند کی سیاسی خدمات:۲۴۲۔۲۴۴]

* * *

(٦) عبدالودود بَفَوِی ہزاروی بن عبدالمقتدر (وفات:۱۹۱۷) بن مولانا محمد حسن بن حافظ قاری عبدالصمد بن مولانا نور محمد بن مولانا عبدالکریم۔

۳۰ مئی ۱۸۹۸ء کو بفہ، مانسہرہ (ہزارہ) میں پیدا ہوئے۔ قومیت کے لحاظ سے ترک تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ پھر ۱۳ سال کی عمر میں مولانا غلام رسول ہزاروی بفوی کے ہمراہ دیوبند پہنچے۔ اُنہوں نے اپنے ایک شاگرد مولانا ولی احمد جو حسن پور ضلع مراد آباد میں پڑھاتے تھے، کے ہاں آپ کو بھجوادیا۔ وہاں ایک سال پڑھنے کے بعد گلاوٹی ضلع بلند شہر میں چھ ماہ تک پڑھتے رہے۔ پھر مینڈھو علی گڑھ پہنچے وہاں مولانا قطب الدین غورغشتوی کیمبلپوری سے پڑھتے رہے۔ ازاں بعد مدرسہ اشاعت العلوم بانس بریلی میں مولانا محمد یاسین اور مولانا سلطان احمد مردانی سے میبذی ،شرح وقایہ اور شرح جامی کا درس لیا، پھر موقوف علیہ تک کی کتب پڑھیں۔ اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۱۶ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا اور ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۸ء میں مولانا انور شاہ کشمیری سے دورہ حدیث پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ امتحان میں نمایاں کامیابی پر کتب انعام میں ملیں۔ بعد میں قرآن مجید بھی حفظ کرلیا۔

اشاعۃ العلوم بانس بریلی میں ایک سال تدریس بھی کی۔ پھر وطن آکر حیدر آباد چلے گئے اور وہاں سے جنوبی افریقہ "ویرلم نٹال" چلے گئے۔ وہاں چند سال تک پڑھاتے رہے پھر وطن واپس آکر "مسجد مٹی" میں امامت وخطابت کے ساتھ درس

وتدریس کا کام جاری رکھا۔ بیعت کا تعلق شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے تھا۔ آپ تحریک ختم نبوت میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ تھے۔

آپ بروز جمعہ ۱۷ دسمبر ۱۹۷۷ء کو وفات پاگئے اور اگلے دِن ڈھائی بجے نماز جنازہ اَدا کی گئی۔ اولاد میں چھ فرزند اور تین لڑکیاں ہیں۔

[مشاہیر علمائے سرحد:۴۵۹]

٭٭٭

(۷)عبد الواحد بن احمد گل

۱۸۶۸ء کو موضع عمرزئی ضلع چارسدہ میں پیدا ہوئے۔ درس نظامی اکثر کتابیں اپنے گاؤں کے مولانا قاضی غلام احمد سے پڑھیں۔ تکمیل مولانا رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولانا قطب الدین غور غوشتوی سے کی۔ فراغت کے بعد اپنے گاؤں میں چالیس سال تک بلا معاوضہ پیش امام رہے اور تدریسی خدمات بھی انجام دیں۔ خود کاشتکاری کر کے بسر اوقات کرتے تھے۔ آپ تحریک خلافت علاقہ ہشت نگر کے صدر اور حاجی فضل واحد ترنگزئی کے خلیفہ تھے۔ رجب ۱۳۵۷ھ اگست ۱۹۳۸ء کو وفات پاگئے۔

اولاد میں تین فرزند غلام یحیٰ، مولانا زکریا اور شفیع اللہ آپ کے فرزند ہیں۔ مولانا شمس الحق افغانی، مولانا عبد الحق اکوڑوی، مولانا معاذ الرحمٰن (فاضل دیوبند)، مولانا عزیز الرحمٰن (ڈھکی) اور مولانا قاضی عبد الحلیم اثر آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ [مشاہیر علمائے سرحد:۱۹۴]

***

(۸)عبد الواحد بن مولانا غازی الدین

۱۸۸۲ء کو اَمازو گڑھئی ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد مولانا عبد العلی دہلوی سے سند الفراغ حاصل کی۔ دوسری سند مدرسہ عالیہ رامپور سے حاصل کی جس پر مولانا ظہور الحسن فاروقی، مولانا فضل حق اور مولانا احمد امین کے دستخط موجود ہیں اور تیسری سند مدرسہ منظر الاسلام کی ہے جس پر احمد رضا خان بریلوی اور مولانا رحم اِلٰہی کے دستخط ثبت ہیں۔

آپ نے چودہ سال ہندوستان میں گزارے۔ وطن واپس آکر مسجد میاں گان گڑھی کپورہ کے امام و خطیب مقرر ہوئے۔ آپ نے یہاں تقریباً چالیس سال تک خدمات انجام دئے۔ آپ نے یہاں مدرسہ تعلیم الاسلام کی بنیاد رکھی۔ آپ ۱۴ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ۔ ۱۹۶۱ء کو ۷۹ سال کی عمر میں بروز شنبہ وفات پاگئے۔ مولانا قاضی عبد الخالق آپ کے بھائی ہیں۔

[حیات صاحب حق از ضیاء اللہ خان جدون:۱۰۲]

***

(۹) احمد سعید پشاوری

اُتمان زئی چارسدہ کے رہنے والے تھے۔ اپنے علاقہ کے علماء سے تکمیل کی۔ فراغت کے بعد کافور ڈھیری ضلع پشاور میں پڑھاتے رہے۔ کافور مولانا کے نام سے مشہور ہوئے۔ قاضی سلطان محمود طوروی، عبدالقادر خفہ، قطب الدین غور غشتوی، عبدالمجید دیروی [سابق ڈین اسلامیہ کالج پشاور م: ۱۹۴۶ء]، محمد صدیق ڈاگئی [مؤلف صدیقیہ شرح میبذی]، محمد میر افضل عرف صاحبزادہ کو سج محشی فیروز اور مولوی اُصول آپ کے شاگرد تھے۔ ۱۳۰۷ھ۔ ۱۸۹۰ء کو وفات پاگئے اور دارالعلوم نعمانیہ اُتمان زئی کے قریب دفن کئے گئے۔ حافظ شاکراللہ عرف مولانا صاحب کلاں [م: ۱۳۵۳ھ] ، مولانا خلیل اللہ، مولانا ذاکراللہ اور حاجی عتیق اللہ آپ کے بیٹے تھے۔

[مشاہیر علمائے سرحد: ۳۶]

* * *

(۱۰) حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ (پیرزئی)

آپ کے والد بزرگوار کا نام مولانا شیر محمد تھا، آپ کی پیدائش موضع پیرزئی میں ۱۹۰۲ء کو ہوئی، آپؒ ایک جیّد عالم تھے، دین اسلام کی سربلندی کے لیے آپ نے روز وشب بے لوث کام کیا، نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے، حکومت سے باوجود اصرار کے کوئی چندہ قبول نہیں کیا۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وادیٔ چھچھ میں حضرو کے مقام پر ۱۹۷۱ء میں سینما بنانے کے خلاف زبردست تحریک چلائی تھی اس کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی سماجی اور سیاسی برائیوں کی مخالفت پر پیش پیش رہے۔ آپ علمائے سلف کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ سلوک کے سلسلہ میں آپ کا تعلق گولڑہ شریف سے تھا۔ مولانا سیّد ضیاء الدین شاہ سلطان پوریؒ ، مولانا قطب الدین غور غشتوی، مولانا عبدالحق غور غشتوی، مولانا عبداللہ جان جلالویؒ آپ کے مشہور استاذ تھے۔ مدرسہ عالیہ عربیہ حنفیہ مفتاح العلوم بھنگی (حضرو) میں چالیس سال بے لوث خدمت کے بعد آپ کی وفات بروز سوموار ۲۰/ صفر ۱۴۰۶ھ / ۴/ نومبر ۱۹۸۵ء کو ہوئی۔ اس وقت آپ کے صاحبزادے مولانا امین الحق صاحب مدرسہ کے مہتمم ہیں۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادے کا نام قاری محمد اکرام الحق ہے، آپ کے شاگرد مولوی اظہر محمود صاحب نے معلومات مہیّا کیں۔ آپ نے امروہہ (ہندوستان) کے مقتدر علماء سے سندِ حدیث حاصل کی تھی۔ کچھ عرصہ مکھڈ شریف میں بھی درس دیا تھا۔

تحریک ختم نبوت ﷺ کے سلسلہ میں ۱۹۵۳ء میں مولانا عبد الحق صاحبؒ نے گیارہ مہینے جیل کاٹی، ساہیوال جیل میں مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے آپ سے دینی کتب پڑھیں تھیں، آپ کا عرس ہر سال صفر کے مہینے میں نہایت اہتمام سے منایا جاتا ہے، ملک کے مشہور و معروف علماء، واعظین اور نعت خواں شرکت کرتے ہیں۔

✻ ✻ ✻

(۱۱) مولانا محمد علی اللہ جان پشاوری

۱۲۹۹ھ ---- ۱۳۵۴ھ

آپ مولانا حبیب اللہ بن مولانا مزمل شاہ بن مولانا فدا محمد کے فرزند تھے۔ ۱۲۹۹ھ کو صریح، چارسدہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیم اپنے والد اور دیگر علماء سے حاصل کی۔ تکمیل حضرت مولانا قطب الدین غورغشتوی تلمیذ علامہ رشید احمد گنگوہی سے کی۔

فراغت کے بعد ایک عرصۂ دراز تک تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کے تلامذہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مولانا عبد الحلیم صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ بھی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

آپ جمعیۃ علماء افغان کے نائب صدر تھے۔ آپ ہی کی کوششوں سے صوبہ سرحد میں شریعت بل نافذ ہوا۔

۱۴ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ کو ۵۵ سال کی عمر میں وصال ہوا۔

اولاد میں آپ کے جانشین مولانا سعید اللہ جان نقشبندی ہیں۔

شرح عقائد پر ایک مکمل حاشیہ یادگار ہے۔

✻ ✻ ✻

(۱۲)مولانا عبد الہادی شاہ منصوری

۱۸۷۳ء۔۔۔۔۱۹۸۷ء

آپ مولانا عبد اللہ کے فرزند تھے۔ شاہ منصور ضلع مردان میں ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی اور متوسط کتب کی تعلیم اپنے والد اور علاقہ کے دیگر علماء سے حاصل کی۔ پھر مولانا قطب الدین غورغشتوی سے پڑھتے رہے۔ دورۂ حدیث کی تکمیل مولانا نصیر الدین غورغشتوی سے کی۔ دورۂ تفسیر کی تکمیل مولانا حسین علی صاحب سے کی، انہی سے بیعت ہوئے اور مجاز بھی۔

۱۹۲۷ء میں اپنے گاؤں کی جامع مسجد میں مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی اور اس میں حسبۃً للہ پڑھاتے رہے۔ ۱۵ شعبان سے ۲۴ رمضان تک دورۂ تفسیر بھی پڑھاتے تھے آپ کے تلامذہ کی تعداد میں ہزار کے قریب ہے۔ آپ نے ۶۱ سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔

آپ کی تصانیف میں تفسیر البرہان فی مشکلات القرآن (عربی) مطبوعہ۔
تسہیل البخاری (مطبوعہ) تسہیل الترمذی (مطبوعہ) تسہیل المشکوٰۃ (مطبوعہ)
تلخیص العقائد (مطبوعہ) اور بیان النظیر فی عنوانِ التعبیر (غیر مطبوعہ) ہیں۔

ایک سو آٹھ سال کی عمر میں ۲۷ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ/ ۲۳ اگست ۱۹۸۷ء کو وصال ہوا۔ کوئی ۶۵، ۷۰ ہزار افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی۔

اولاد میں مولانا نور الہادی اور فیض الہادی ہیں۔ مولانا نور الہادی اپنے والد کے طرز پر تفسیر پڑھاتے ہیں۔ اور والد کے جانشین ہیں۔

(۱۳)مولانا فضل حسین مردانی

۔۔۔۔۔م ۱۹۷۷ء

آپ مولانا فضل محمود کے فرزند ہیں۔ مانیری پایاں، صوابی ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علاقہ اور چھچھ کے علماء سے حاصل کی، پھر مولانا عبد الحکیم اور مولانا محمد صدیق سے معقولات کی کتابیں پڑھیں۔ پھر زروبی میں صاحبِ حق سے اور غورغشتی میں مولانا قطب الدین اور گل بابا سے معقولات اور فنون وغیرہ کی کتب پڑھیں۔ دورۂ حدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی سے پڑھ کر فراغت حاصل کی۔ زاں بعد اجمیر میں مولانا معین الدین سے بھی استفادہ کیا، اور وہیں ایک دینی درسگاہ میں ایک عرصہ تک تدریسی خدمات انجام دیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد واپس آکر تدریس شروع کردی، ایک سو سے ڈیڑھ سو تک طلبہ ہمیشہ آپ کے پاس رہا کئے۔ اپنے استاذ مولانا غورغشتوی کے حکم پر دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی میں دو سال تدریس کرنے کے بعد واپس اپنے گاؤں میں آخرِ وقت تک فی سبیل اللہ اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دے کر ۲۱ دسمبر ۱۹۷۷ء کو واصل بحق ہوئے۔ [1]

* * *

([1]) سوانحی تذکرہ کا مواد مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی کے مضمون (الحق) سے لیا گیا ہے۔

(۱۴)مولانا عبد السلام قندہاری

مولانا عبد السلام قندہاری رحمہ اللہ کے حالات نہیں مل سکے۔ مولانا خان بہادر عرف مولانا مارتونگ رحمہ اللہ کے تذکرہ میں ہے کہ مولانا عبد السلام قندہاری رحمہ اللہ نے ۱۳۳۳ھ/۱۹۱۵ء میں مولانا قطب الدین غور غشتوی رحمہ اللہ سے پڑھا۔

مولانا مارتونگ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مولانا قطب الدین صاحب غور غشتی کو "منڈو" ضلع علی گڑھ میں مولانا ماجد علی صاحب مشہور محدث اور معقولی عالم کی جگہ منصب صدارت پر طلب کیا گیا، جس میں ۱۳۳۳ھ میں مولانا صاحب کے ساتھ "منڈو" چلا گیا اور مولانا عبد السلام قندہاری جو میرے ہمعصر تھے میرے ساتھ ہی تھے جنہیں معقولات کی اکثر کتابیں از بر تھیں اور غضب کا حافظ تھا وہاں میں اور مولانا عبد السلام قندہاری اور درجہ علیا کے دیگر طلبہ نے شرح مطالع از اوّل تا بحث تناقض اور شرح اشارات از اوّل تا نمط تاسع، خیالی اور شرح چغمینی پڑھیں۔

"میر علی اور مطالعاتی زندگی صفحہ:۲۵۳"

مطبوعہ: مؤتمر المصنّفین، دارالعلوم حقانیۃ اکوڑہ خٹک، طبع اوّل ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء

❊ ❊ ❊

(۱۵)حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب زربوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہوں غور غشتی کے قیام کے دوران آپ سے سلم العلوم ملاحسن یحییٰ قاضی، امور عامہ، خیالی اور نورالانوار وغیرہ جیسی کتابیں پڑھیں اور دو سال تک استفادہ کرتے رہے۔ نجی محفلوں میں اپنے شفیق اُستاد کا تذکرہ بڑے پیارے انداز میں فرمایا کرتے تھے۔

مولانا عبد الودود صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فاضل دیوبند انہوں نے مینڈو(علی گڑھ ہندوستان) کے مدرسہ میں آپ سے ملاحسن وغیرہ جیسی کتابیں پڑھیں۔

❊ ❊ ❊

(۱۶)مولانا خان بہادر المعروف بہ مارتنگ ملا صاحب[1]

۱۸۹۸ء۔۔۔۱۹۷۶ء

آپ ۱۹۱۶ء/۱۸۹۸ء کو "ڈیری" دیدل کماچ، علاقہ چغرزئی سوات میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم علاقہ کے علماء سے حاصل کی پھر ہزارہ میں بغرض تحصیل علم آئے۔ زاں بعد چھچھ (کیمبلپور) چلے گئے، پھر مدرسہ نعمانیہ دہلی میں کچھ عرصہ پڑھتے رہے۔ زاں بعد مدرسہ قافلہ ٹونک میں مولانا سیف الرحمٰن پشاوری صدر مدرس اور دیگر اساتذہ سے تین سال تک تعلیم حاصل کی۔ نائب صدر مدرس مولانا حیدر حسن ٹونکی سے حمد اللہ کا ابتدائی حصہ پڑھا۔ یہاں سے جب مولانا سیف الرحمٰن بطور صدر مدرس فتح پوری دہلی تشریف لے جانے لگے تو آپ بھی ۱۳۳۰ء میں وہاں داخل ہوئے اور تین سال تک مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔ یہاں صدر مدرس کے علاوہ مولانا قطب الدین غورغشتوی کیمبلپوری سے بھی آپ پڑھے رہے۔ ان کے چلے جانے کے بعد انہی کے تلمیذ خاص مولانا غلام نبی گلاوٹھی ضلع بلند شہر فتح پوری آئے جن کے تبحر علمی کی وجہ سے مولانا سیف الرحمٰن انہیں "علم کا تھیلا" کہا کرتے تھے۔ ان سے بھی آپ پڑھتے رہے۔

۱۳۳۳ء میں مولانا قطب الدین "مینڈھو" ضلع علی گڑھ میں برائے تدریس

(۱) مولانا فضل مولیٰ: الحق: مارتنگ ملا صاحب: اکوڑہ، شوال، ذیقعد وذی الحجہ ۱۳۹۲ھ (تین قسطوں کا خلاصہ ہے)۔

تشریف لے گئے، تو آپ بھی ان کی خدمت میں جا پہنچے اور دو تین سال تک ان سے پڑھتے رہے۔

اعلیٰ تعلیم:۔

۱۳۳۵ء میں آپ دارالعلوم دیوبند پہنچے۔ امام العصر مولانا انور شاہ کشمیری کو داخلہ کا امتحان دے کر کامیابی سے وہاں داخلہ لیا، مگر آب وہوا راس نہ آنے کی وجہ سے امروہہ چلے گئے اور وہاں حضرت مولانا حافظ عبد الرحمٰن امروہوی سے ۱۳۳۶ء میں دورۂ حدیث پڑھ کر سند الفراغ حاصل کی۔

تدریس:۔

فراغت کے بعد آپ واپس آئے اور مارتنگ میں اپنے چچا کے ساتھ تدریس کا آغاز کیا اور تقریباً بیس پچیس سال تک اعلیٰ تدریسی خدمات انجام دیں۔

۱۹۴۵ء کو دارالعلوم "سیدو شریف" سوات میں بطور صدر مدرس وشیخ الحدیث آپ کا تقرر ہوا اور تیس سال کے قریب درس حدیث دیتے رہے۔ دارالعلوم مظہر العلوم مینگورہ سوات میں بھی تدریس کی۔ ۱۹۴۸ء کو حج کی سعادت حاصل کی۔ وہاں حضرت مولانا عبد الغفور مہاجر مدنی کے توسط سے وہاں کے علماء سے ملاقاتیں ہوئیں اور شیخ سنوسی ترکی سے اجازت حدیث کی سند حاصل کی۔

صوفیانہ مسلک:

پہلی بیعت حضرت ولی احمد المعروف بہ "سنڈاکی بابا" کے ہاتھ پر ہوئی، پھر

مولانا عبدالرزاق کی طرف سے طریقۂ قادریہ میں مجاز بیعت قرار دیے گئے۔ علاقہ میں آپ کی تبلیغی وتدریسی خدمات سے دینی انقلاب پیدا ہوا۔ آپ کے تلامذہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

آپ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ:

"۲۳ رجب ۱۳۹۶ھ بروز جمعرات زوال آفتاب کے بعد تین بجے ہزارہ کے کوہستانی علاقوں میں علم وفضل کا ایک ایسا آفتاب غروب ہو گیا جس کی ضیاباریوں پون صدی تک ایک عالم فیض یاب ہوتا رہا۔ بقیۃ السلف، شیخ الکل، جامع المعقول والمنقول علامہ مولانا خان بہادر عرف مولانا مارتنگ صاحب قدس سرہ العزیز کا انتقال ہو گیا۔ عمر مبارک ۸۰، ۸۵ سال کے لگ بھگ ہو گی۔ پچھلے چند سالوں سے صاحب فراش تھے۔ جمعرات کی ظہر کو دورۂ قلب پڑا اور تھوڑی دیر بعد واصل بحق ہو گئے۔ دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد انہیں اپنے گاؤں مارتنگ علاقہ چکیسر کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا رشید احمد نے پڑھائی اور دشوار گزار راستوں کے باوجود اطراف واکناف سے علماء، صلحا اور عام مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔ حضرت مرحوم بھی ان کا اکابر علم وفضل میں سے تھے، جن کی ذات علم وعمل، زہد وتقوی، تبحر ورسوخ کی جامع اور شریعت وطریقت کی سنگم ہوتی ہے۔ ایسی عبقری شخصیتوں کے حالات ہم صرف کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ زوال اندراس علم کے اس دور میں ایسے نمونے عنقا نہیں، تو کمیاب ضرور ہیں۔ مولانا مرحوم نے ساری زندگی دینی اور علوم دین کی تدریس میں گزاری۔ تصوف

وسلوک، اصلاح وتزکیۂ نفوس کے کام میں بلند مقام پر فائز تھے۔ علوم عقلیہ، منطق، ریاضی اور فلسفہ میں تو اپنے دور میں "امامت" کا منصب رکھتے تھے، مگر اس زمانے میں معقولات کے کلاسیکی کتابوں پر کامل عبور اور دن رات مطالعہ وتدریس کے باوجود مشاغل اور باطنی وظاہری کیفیات واحوال پر خشک عقلیت اور فلسفیانہ خصوصیات کا سایہ تک نہیں پڑا تھا بلکہ زندگی عبادات واعمال اور توجہ الی اللہ، استغراق وانابت میں ڈوبی ہوئی تھی۔ نام ونمود اور نمائش سے کوسوں دور اور کفاف حیات پر قانع وصابر رہے۔ فقر وسادگی کی ایسی تصویر کہ ہر ہر حرکت سے سادگی اور بے نفسی ٹپکتی تھی۔ بانی ریاست سوات میاں گل عبدالودود صاحب کے نہ صرف مقربین میں سے، بلکہ ان کے مقتداء اور استاذ تھے، مگر اصرار کے باوجود ان کے شاہی محل میں قیام اور تمام شاہی مراعات پر مینگورہ کی ایک چھوٹی سی مسجد کے حجرہ میں طلبہ کے ساتھ گھاس اور چٹائیوں پر سکونت کو ترجیح دی۔۔۔ علمی تعمق اور پختگی بے مثال تھی اور حافظہ بے نظیر، معقولات کے علاوہ علوم حدیث میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔

زندگی کا ایک بڑا حصہ درس وتدریس میں گزارا۔ دارالعلوم کے لیے علم اور دین کے رشتوں کے علاوہ جس نے مشرق ومغرب کے اہل علم اور مسلمانوں کو ایک دھاگے میں باندھے رکھا ہے مولانا مرحوم کی خصوصی عنایتوں نے سانحہ کی شدت کو اور بھی بڑھا دیا ہے دعا ہے کہ مرحوم کی برکات جاری وساری رہیں اور اُنکے تمام متوسلین اور اقارب کو صبر جمیل نصیب ہو۔

٭٭٭

حضرت مولانا قطب الدین

رحمۃ اللہ علیہ

کے تلامذہ کے اسماء

محمد صدیق صاحبؒ زروبی۔ مولانا شفیع اللہ بام خیالی صاحبؒ (صوابی)

مولانا عبد الرزاق شاہ منصور صاحب (مردان)

مولانا عنایت اللہ طورو (مردان) — مولانا عبد الدیان ہزاروی صاحبؒ

مولانا عجب خان صاحبؒ (بنوں) — مولانا عبد الحق صاحبؒ پیر زئی (چھچھ)

مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ (ریاست دیر)

صاحبزادگان (کھڈ شریف) — مولانا عبد الغفور ہزاروی صاحبؒ

ڈاکٹر غلام جیلانی برق صاحبؒ — مولانا عبد الشکور صاحب (جلالیہ چھچھ)

مفتی محمد عمر شمس آبادی صاحبؒ — مولانا عبد الجلیل صاحبؒ غور غشتی

مولانا غلام ربانی صاحبؒ (بہبودی) — مولانا عظیم خان صاحبؒ (برہ زئی)

مولانا محمد دین صاحبؒ (بدھو پور) — مولانا عبد الحئی صاحبؒ (جلالیہ)

مولانا حافظ علاء الدین صاحبؒ (نور پوری)

مولانا ضیاء الحق صاحبؒ (نور پوری) — مولانا عزیر صاحبؒ (نور پوری)

مولانا عبد القدوس صاحبؒ (غازی) — مولانا عبد الکریم صاحبؒ (کابلی)

مولانا محمد اقبال صاحبؒ (چترال)

مولانا عبد الرحمٰن صاحبؒ (پنڈی گھیب)

قاضی عبد السبحان، کھلابٹ صاحبؒ — مولانا عجب نور صاحبؒ

مولانا نیاز محمد صاحبؒ — مولانا عبد الرزاق صاحبؒ برہ زئی

تعارف مدرسہ
ذوالنورینؓ للبنات غور غشتی
محلّہ جہان بانڈہ ضلع اٹک
مہتمم مدرسہ حاجی فضل متین صاحب
بن
مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مدرسہ عثمان ذوالنورین للبنات محلّہ جہان بانڈہ غور غشتی ضلع اٹک تقریباً گاؤں کے وسط میں جنازہ گاہ اور مسجد جنازہ گاہ کے متصل بَر لَب راہ واقع ہے چار دیواری میں چند کمرے دفتر کچن اور دیگر ضروریات جدید تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر انتہائی مستحکم اور مضبوط تعمیر کی گئی ہے۔ جدید تعمیر اُس ہی جگہ کی گئی ہے جس جگہ کو جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے کئی سال قبل مدرسہ کیلئے وقف کر کے اُس پر مدرسہ تعمیر کیا تھا۔ جس کی قدیم عمارت کو گِرا کر یہ نئی تعمیر کی گئی ہے چنانچہ مدرسہ کے بورڈ پر مدرسے کے نام کے نیچے بانی مدرسہ ہذا جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ درج کر کے اس امر کو واضح کر دیا گیا ہے۔

مذکورہ تعمیر اللہ جلّ شانہٗ کے فضل سے اور حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند جناب حاجی فضل متین صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دن رات کی انتھک محنت سے مکمل ہو چکی ہے۔ جسمیں کچھ مدت تک تعلیم و تعلم کا سلسلہ رہا لیکن فی الحال کچھ مجبوریوں کی بنا پر تعلیم کا سلسلہ مدرسہ ہذا میں موقوف ہے جو ہی حالات ساز گار ہوں نگے تعلیم کی رونقیں دوبارہ سے بحال ہو جائینگی۔ انشاء اللہ

* * *

اغراض و مقاصد

(۱) عامۃ المسلمات کو (قرآن، حدیث، فقہ اور متعلقہ علوم کی تعلیم دینا)

(۲) مسلمان بچیوں کی خالص دینی باپردہ ماحول میں دینی اخلاقی تربیت کرنا۔

(۳) مخلوط نظام تعلیم (عصری تعلیم) بے پردگی کے ماحول سے بچا کر اُنکی عزت وعفت کی حفاظت کرنا۔

(۴) عامۃ المسلمات میں اوامر اللہ پر عمل اور نواہی سے اجتناب کا جذبہ بیدار کرنا۔

(۵) محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مذکورہ بالا امور میں حتی المقدور کوشش کرنا۔

مدرسہ مذکورہ بالا امور میں کام کر رہا ہے اور انشاء اللہ کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس دینی ادارے کو دن دگنی رات چگنی ترقی سے نوازے۔

آمین بجاہ النبی الکریم برحمتک یا ارحم الراحمین۔

***

تصویری جھلکیاں

حضرت شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی لاٹھی مبارک

حضرت شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی برہان الدین بن شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
مدرسہ کے متصل مسجد جنازہ گاہ

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کے
متصل مسجد جنازہ گاہ کا صحن اور جنازہ گاہ کا منظر

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پر دادا
حضرت شیخ الحدیث مولانا سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

قبروں کی تصویر

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے

حضرت مولانا حسن الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کے بیٹے

بابو قمر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مزار

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے گھر کا خارجی دروازہ

جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

کے صاحب زادہ حضرت مولانا مفتاح الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار

مسجد جنازہ گاہ کے متصل مسجد کا کنواں

مسجد جنازہ گاہ میں بچوں کی تعلیم کے لیے بنایا گیا حال

جنازہ گاہ کا مین گیٹ

مسجد جنازہ گاہ میں وضو غسل وغیرہ کی جگہ

مسجد کرہ خیل جہاں حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ امامت کرتے رہے

شجرہ نسب کاکڑ قبیلہ غور غشتی

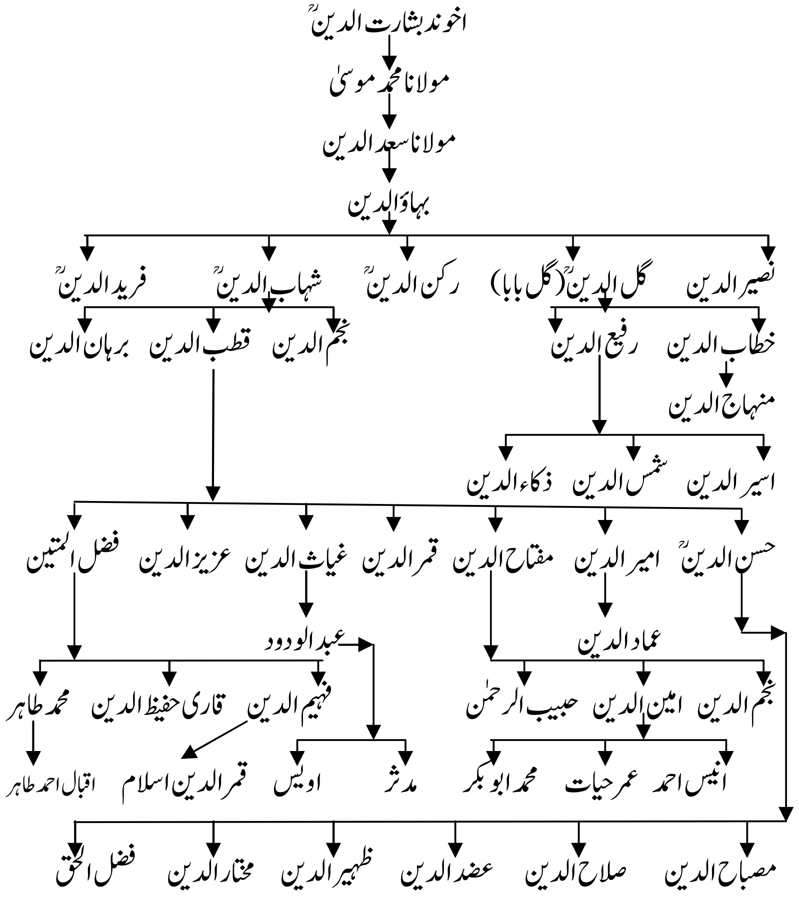

❊❊❊

حضرت مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مکتوب

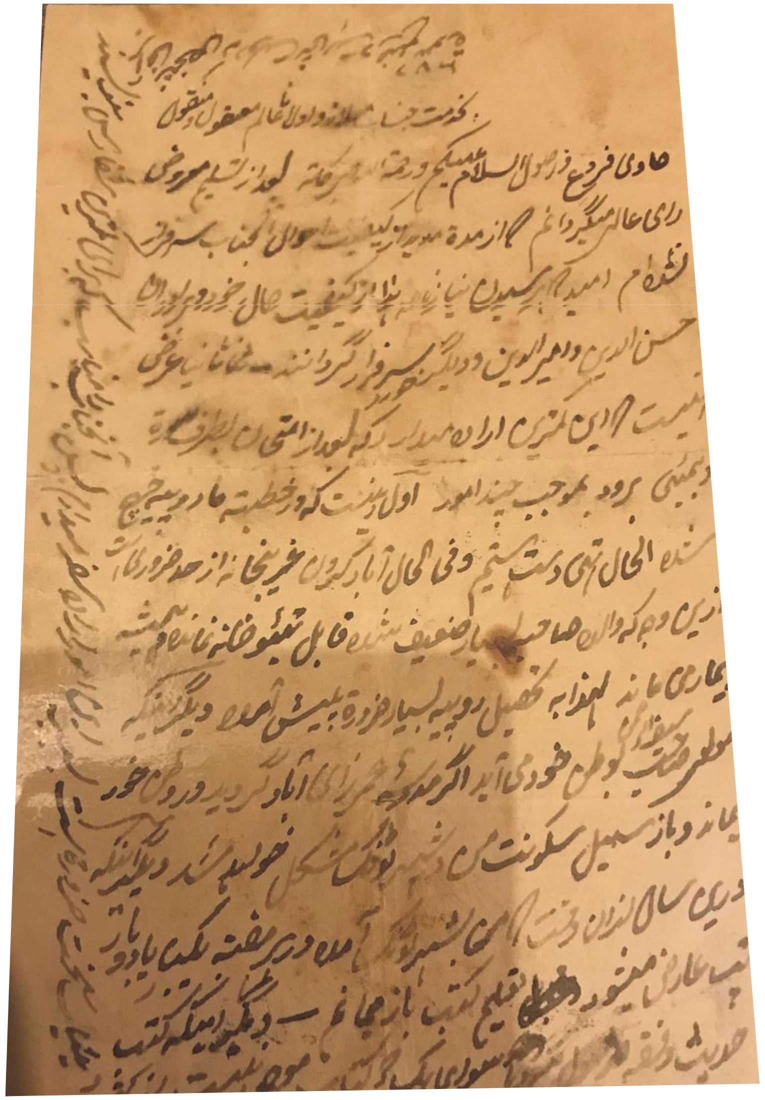

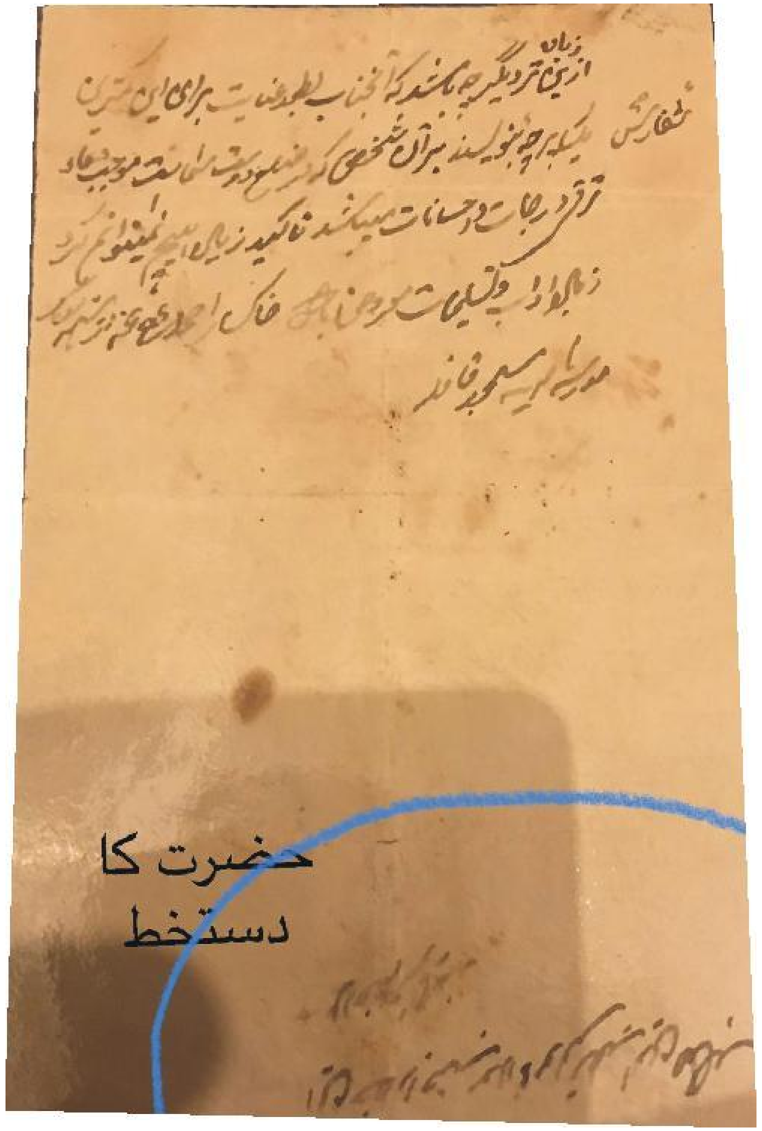

مرتب مولانا عبد الحق علوی غرشینوی غور غشتوی کان اللہ لہ

شارح جامع ترمذی

کی دیگر تالیفات

تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی ج(1)

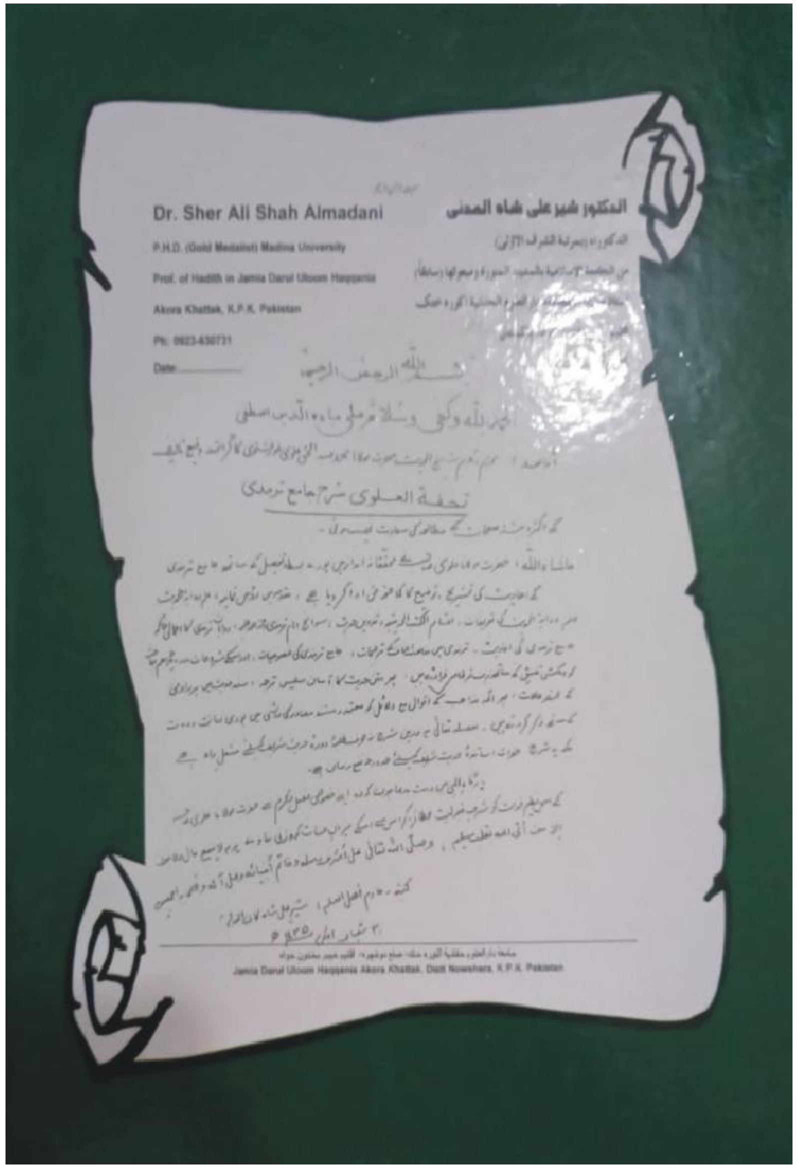

الدکتور شیر علی شاہ المدنی

Dr. Sher Ali Shah Almadani

P.H.D. (Gold Medalist) Madina University

Prof. of Hadith in Jamia Darul Uloom Haqqania

Akora Khattak, K.P.K. Pakistan

Ph: 0923-630731

Date:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تحفۃ العلوی شرح جامع ترمذی

Jamia Darul Uloom Haqqania Akora Khattak, Distt Nowshera, K.P.K. Pakistan

تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی ج(2)

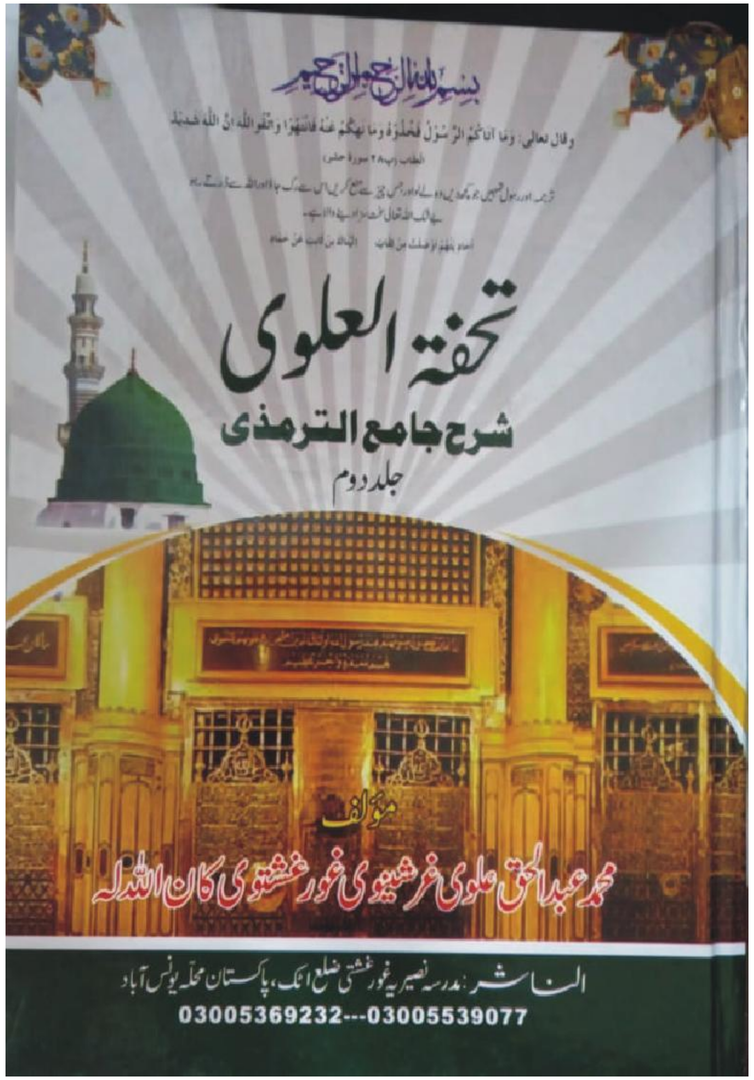

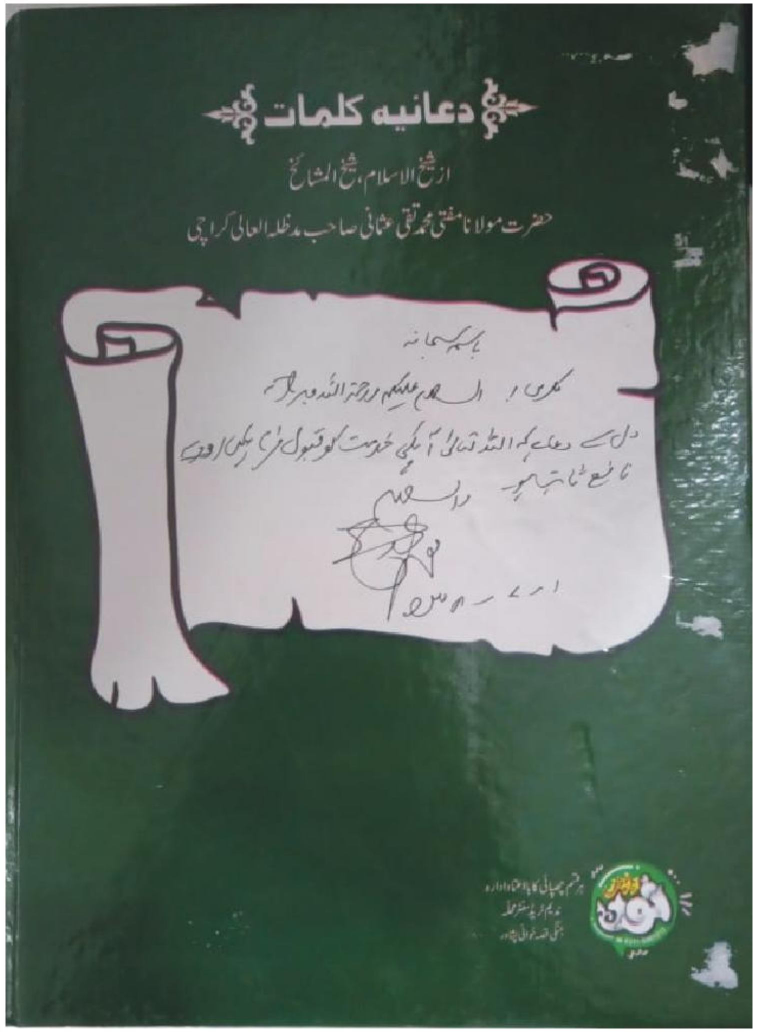

سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ
علیہ (مطبوعہ)
تذکرہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (مطبوعہ)
منظومہ کتب (مطبوعہ)
القصیدۃ الکبریٰ (مطبوعہ)
القصیدۃ المنسکیہ (مطبوعہ)
قصیدۃ صاحب کوثر (مطبوعہ)
غیر مطبوعہ کتب
تحفۃ العلوی شرح جامع الترمذی جلد (3) (غیر مطبوعہ)